ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد15 | جمعۃ المبارک 07/نومبر 2008ء | 08/ذوالقعدہ 1429 ہجری قمری ❁ 07/نبوت 1387 ہجری شمسی | شمارہ 45

اچھے نام رکھو

حضرت ابوالدرداءؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
تم قیامت کے دن اپنے ناموں اور اپنے آباء کے ناموں سے بلائے جاؤ گے اس لئے اچھے نام رکھا کرو۔

(سنن ابی داؤد کتاب الأدب باب فی تغییر الاسماء حدیث نمبر 4297)

ارشادات عالیہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں۔ وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔

تم میں زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا۔ سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں

’’تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو۔ کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں۔ وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو۔ اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل اختیار کرو تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کے لئے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہوسکتا۔ کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں۔ تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا۔ سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں۔ خدا کی لعنت سے خائف رہو کہ وہ قدوس اور غیور ہے۔‘‘

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد19 صفحہ 12)

صد سالہ خلافت جوبلی تقریبات کے سلسلہ میں امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ فرانس 2008ء کی مختصر جھلکیاں

اس مسجد کے بن جانے کے ساتھ احمدیوں کی ذمہ داریاں بڑھ گئی ہیں۔ ایک تو عبادتوں کو پہلے سے بڑھ کر بجا لانے کی اور سجانے کی کوشش کرنی ہے۔ دوسرے تمام دنیا کو آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے جمع کرنے کے لئے تبلیغ کرنا ہمارا کام ہے۔ اسی طرح ہمیں اپنے اعمال پر بھی نظر رکھنی ہوگی۔ اپنی عبادتوں کی قبولیت کے لئے ہمیں تقویٰ پر قدم مارنا ہوگا۔

فرانس میں پہلی احمدیہ مسجد ’’مسجد مبارک‘‘ کا خطبہ جمعہ سے باقاعدہ افتتاح۔ فرانس کے دو مختلف ٹی وی چینلز اور مختلف اخبارات کے نمائندگان نے خطبہ جمعہ کو کوریج دی۔

فیملی ملاقاتیں، واقفین نو بچوں کی کلاس میں واقفین نو کے لئے اہم ہدایات

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

10/اکتوبر 2008ء بروز جمعۃ المبارک:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ’مسجد مبارک‘ پیرس (فرانس) میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور اور ہدایات دیں اور دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پروگرام کے مطابق نماز جمعہ کے ساتھ سرزمین فرانس پر تعمیر ہونے والی پہلی مسجد ’’مسجد مبارک‘‘ کا افتتاح ہو رہا تھا۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے اور افتتاح کے اس مبارک پروگرام میں شمولیت کے لئے صبح سے ہی ملک بھر سے احباب جماعت مشن ہاؤس پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔ بعض ہزار کلومیٹر سے لمبے فاصلے طے کر کے پہنچے تھے۔ آج ہر ایک بہت خوش تھا اور اللہ کے حضور سجدہ ریز تھا کہ اس کی زندگی میں یہ دن آیا کہ ان کے اس ملک میں جماعت کی پہلی مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی اور آج اس کا افتتاح ہو رہا تھا۔ ہمسایہ ممالک جرمنی، بلجیم، برطانیہ، یونان اور سپین سے بھی احباب اس افتتاح کے پروگرام میں شمولیت کے لئے فرانس پہنچے تھے۔ مرد و زن کی مجموعی حاضری آٹھ صد سے زائد تھی۔ مسجد کے دونوں ہال، مسجد کا صحن، استقبالیہ تقریب کے لئے لگائی گئی مارکی اور مشن ہاؤس کی عمارت اور ہال سب نمازیوں سے بھرے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے فرانس میں جماعت احمدیہ کی تاریخ میں پہلی بار فرانس کے نیشنل TV-F3 کی ٹیم اس افتتاحی پروگرام کی کوریج کے لئے مشن ہاؤس پہنچی۔ اسی طرح فرانس کے ٹی وی France 24 کی ٹیم نے بھی ریکارڈنگ کی۔ اخبارات کے نمائندے بھی موجود تھے۔ ہمارے اس مشن ہاؤس اور مسجد کے علاقہ Saint Prix کے میئر Jean-Pierre Enjalbert بھی اس افتتاحی پروگرام میں شمولیت کے لئے آئے۔

دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔ علاقہ کے میئر نے حضور انور سے مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے میئر سے گفتگو فرمائی اور تعاون پر شکریہ ادا کیا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد مبارک کے مین داخلی گیٹ کے پاس بیرونی دیوار میں نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی۔ ایم ٹی اے پر تو یہ ساری کارروائی Live دکھائی جارہی تھی۔ فرانس کے نیشنل ٹی وی نے ان سب لمحات کو فلمایا اور پریس اور میڈیا سے تعلق رکھنے والے احباب نے تصاویر بنائیں۔ نقاب کشائی کی اس تقریب میں علاقہ کے میئر بھی حضور انور کے ساتھ موجود رہے۔

تختی کی نقاب کشائی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد کے اندر تشریف لائے اور خطبہ ارشاد فرمایا:

حضور انور ایدہ اللہ کا خطبہ جمعہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ کا مکمل متن الفضل انٹرنیشنل کے شمارہ نمبر 44 مورخہ 31/اکتوبر 2008ء میں شائع ہو چکا ہے۔ تاہم اس کا خلاصہ یہاں پیش خدمت ہے۔

حضور انور نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد درج ذیل آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا۔ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ۔ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ (سورۃ الاعراف 27) اور فرمایا:

الحمدللہ، اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ فرانس کو بھی پہلی مسجد بنانے کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ کرے کہ یہ مسجد مزید مسجدوں کے لئے ایک مضبوط بنیاد ثابت ہو۔ ملکی قوانین بھی راہ میں حائل نہ ہوں اور احباب جماعت کے اندر بھی مساجد کی تعمیر کے لئے قربانیوں کا شوق مزید بڑھے۔ اور تعمیر کے لئے صرف شوق ہی نہیں بلکہ وہ روح بھی پیدا ہو جس سے وہ مساجد کی تعمیر کے مقاصد کو پورا کرنے والے ہوں۔ اس مسجد کی تعمیر نے یقیناً افراد جماعت کو یہ سبق دیا ہوگا کہ اگر ارادہ پختہ ہو اور لگن سچی ہو تو وقت آنے پر خدا تعالیٰ اپنے فضل سے تمام روکیں دُور فرما دیتا ہے۔ یہ جگہ جہاں اب یہ خوبصورت مسجد تعمیر کی گئی ہے گو میناروں وغیرہ کی اونچائی کے بارہ میں کونسل نے علاقہ کے لوگوں کے شور مچانے پر یہاں بعض پابندیاں عائد کی ہوئی ہیں لیکن کم ازکم اس جگہ مسجد کے نام کے ساتھ ہمیں ایک پراپر (Proper) مسجد بنانے کی، باقاعدہ مسجد بنانے کی اجازت تو ملی اور موجودہ ضرورت کے لحاظ سے عورتوں اور مردوں کو نمازیں ادا کرنے کے لئے، جمعہ پڑھنے کے لئے جگہ میسر آ گئی۔

باہر سے بھی کچھ مہمان آئے ہوئے ہیں اس لئے جگہ چھوٹی نظر آ رہی ہے۔ فرانس کی جماعت کے لحاظ سے، اس علاقہ کی جماعت کے لحاظ سے مسجد کی یہ جگہ کافی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ میناروں کی اونچائی کا مسئلہ بھی آہستہ آہستہ حل ہو جائے گا۔ اس جگہ پر جیسا کہ آپ جانتے ہیں پہلے ایک عارضی ہال تھا جس میں نمازیں پڑھی جاتی تھیں۔ علاقہ کے لوگوں کے اکثر اعتراض بھی آتے رہتے تھے یہاں تک کہ ایک وقت میں وہی ہمارے مہربان میئر صاحب جو اس وقت یہاں ابھی آئے بھی ہوئے تھے وہ بھی ایک دن غصّہ میں بھرے ہوئے آئے اور یہاں نمازوں پر پابندیاں لگانے کی، اس ہال کو گرانے کی دھمکیاں بھی دیں۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل فرماتے ہوئے ان لوگوں کے دلوں کو اپنے فضل سے بدلا تو انہی لوگوں نے باقاعدہ مسجد کی اجازت بھی دے دی۔ بلکہ مجھے یاد ہے کہ یہی میئر صاحب جو ایک زمانہ میں جماعت کے بارے میں اچھے خیالات نہیں رکھتے تھے ایک جلسہ پر یہاں تشریف لائے۔ مَیں یہیں تھا تو بڑے ادب احترام سے سٹیج پر بھی جوتے اتار کر آئے، بڑے احترام سے مجھے ملے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کا دل نرم کیا اور وہی شخص جو ہمیں نمازوں سے روکتے ہوئے ہمارے اُس عارضی ہال کو گرانے کے درپے تھا ہمیں باقاعدہ مسجد کی تعمیر کے لئے نہ صرف اجازت دینے کے لئے تیار ہو گیا بلکہ راستے کی روکوں کو دور کرنے کے لئے خود ہمارا مددگار بن گیا اور ابھی تک یہ ہماری مدد کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزا دے اور ان کا سینہ مزید کھولے کہ وہ احمدیت کے پیغام کو، اسلام کے پیغام کو بھی سمجھنے والے بنیں۔

پس یہ جو اللہ تعالیٰ جماعت پر فضل فرماتا ہے اور اپنے بیشمار انعامات سے نوازتا ہے اور ہم جو مانگ رہے ہوتے ہیں اس سے بہت بڑھ کر دیتا ہے، يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِنَ السَّمَآءِ کے الفاظ کہہ کر جب تسلی دیتا ہے تو صرف اپنوں کو ہی مددگار نہیں بناتا بلکہ غیروں کے دلوں میں بھی ڈالتا ہے کہ وہ اس کے بندوں کے معین و مددگار بن جائیں۔ یہ باتیں ہمیں خدا تعالیٰ کا شکر گزار بنانے والی ہونی چاہئیں اور شکر گزاری کا اظہار ہم کس طرح کر سکتے ہیں؟ اس کا طریق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف پہلے سے بڑھ کر توجہ ہو۔ مسجد کی زینت اور خوبصورتی کا خیال پہلے سے بڑھ کر رکھنے والے ہوں تقویٰ میں ترقی کرنے والے ہوں کیونکہ مساجد کی تعمیر کا سب سے بڑا مقصد تو تقویٰ کا قیام ہی ہے۔ مسجد ہمیں جہاں ایک خدا کے حضور جھکنے والا بنانے والی ہوتی ہے اور بنانے والی ہونی چاہئے، وہاں خدا تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانے والی بھی ہونی چاہئے۔ پس یہ ایک بہت بڑا مقصد ہے جو ہر احمدی کو اپنے پیش نظر رکھنا چاہئے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ شکر گزاری تبھی ممکن ہے جب ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت پہلے سے بڑھ کر کرنے والے ہوں گے۔ اس کے گھر میں جب جائیں تو تمام دنیاوی سوچیں اور خیالات باہر رکھ کر جانے کی کوشش کریں۔ کیونکہ یہ خدا کا گھر ہے اور جب ہم اس کے گھر اس لئے جارہے ہیں کہ وہی ایک خدا ہے جو تمام جہانوں کا مالک ہے اور خالق ہے، وہ رب العالمین ہے۔ ہماری زندگی، ہمارے پیاروں کی زندگی عطا کرنے والا وہی ہے، ہماری ضروریات زندگی کو پورا کرنے والا وہی ہے تو پھر کسی دوسری چیز کا اس کے حضور حاضر ہوتے ہوئے ہمیں خیال نہیں آئے گا۔ جب ہماری یہ سوچ ہوگی، ہر قسم کے مخفی شرکوں سے بھی اتنے عرصہ کے لئے، جب تک ہمارے اندر یہ سوچ قائم رہے گی، ہم بچے رہیں گے۔

آج کل دنیا کے دھندے اور فکریں انسان کی سوچیں اپنی طرف مبذول کرا لیتی ہیں اور نماز پڑھتے پڑھتے بھی سوچیں اس طرف نہیں ہوتیں اور اپنی سوچوں میں غائب انسان الفاظ تو دوہرا رہا ہوتا ہے لیکن اس کو سمجھ نہیں آ رہی ہوتی کہ کیا کر رہا ہے۔ سلام پھیرتا ہے اور نماز سے فارغ ہو جاتا ہے۔ اس زمانہ کے امام کو مان کر جب ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں گے تو پہلی بات تو یہ کہ جمعہ کے جمعہ نہیں بلکہ سوائے اشد مجبوری کے نماز باجماعت ادا کرنے کی کوشش کریں۔ خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے کی کوشش کریں۔ مسجد میں آئیں تو صرف اور صرف اس کی طرف توجہ ہو اور پھر یہ کہ اپنی عبادتوں کا اور مسجد کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا وہ حق کس طرح ادا ہوگا اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''خدا تعالیٰ نے انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ اس کی معرفت اور قرب حاصل کرے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات: 57) ''یعنی ہم نے جنوں اور انسانوں کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے'' جو اس اصل غرض کو مدنظر نہیں رکھتا اور رات دن دنیا کے حصول کی فکر میں ڈوبا ہوا ہے کہ فلاں زمین خرید لوں، فلاں مکان بنا لوں، فلاں جائیداد پر قبضہ ہو جاوے تو ایسے شخص سے سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ کچھ دن مہلت دے کر واپس بلا لے اور کیا سلوک کیا جاوے''۔

آپ فرماتے ہیں کہ'' انسان کے دل میں خدا تعالیٰ کے قرب کے حصول کا ایک درد ہونا چاہئے جس کی وجہ سے وہ اس کے نزدیک ایک قابل قدر شے ہو جاوے گا''۔

فرمایا: انسان کی سعادت اسی میں ہے کہ وہ اس کے ساتھ کچھ نہ کچھ تعلق بنائے رکھے۔ سب عبادتوں کا مرکز دل ہے۔ اگر عبادت بجالاتا ہے مگر دل خدا کی طرف رجوع نہیں ہے تو عبادت کیا کام آوے گی۔ فرمایا اب دیکھو ہزاروں مساجد ہیں مگر سوائے اس کے کہ ان میں رسمی عبادت ہو اور کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد اور تنبیہ دل کو ہلا دیتا ہے کہ آپ ہم سے کیا توقعات رکھتے ہیں۔ ہماری اصلاح کے لئے اور خدا تعالیٰ سے ہمارا تعلق جوڑنے کے لئے کس درد سے ہمیں سمجھاتے ہیں۔ ہمیں خدا تعالیٰ کے نزدیک قابل قدر شے بنانے کے لئے آپ میں کس قدر بے چینی پائی جاتی ہے۔ پس ایسی عبادتوں کا حصول ہمارا مطمح نظر ہونا چاہئے اور اس کے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے تبھی ہم اپنی عبادتوں کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنے والے بھی بن سکتے ہیں اور مساجد کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنے والے بھی بن سکتے ہیں۔ ورنہ مسجدیں تو دوسرے بھی بنا رہے ہیں، بعض مسجدیں خوبصورتی کے لحاظ سے اتنی خوبصورت ہیں کہ ہماری مساجد ان کا مقابلہ نہیں کر سکتیں لیکن کیونکہ وہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے باہر رہ کر بنائی گئی ہیں اس لئے ظاہری خوبصورتی تو ان میں بیشک ہے لیکن جو اصل خوبصورتی جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشارہ فرمایا ہے ان میں پیدا نہیں ہو سکتی کیونکہ مسجد بنانے والوں نے خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم کی نافرمانی کرتے ہوئے زمانے کے امام کو نہ صرف مانا نہیں بلکہ اس کی مخالفت میں بھی بڑھ گئے۔ اُس مسیح و مہدی کو نہیں مانا جس کے آنے کی خبر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے دی تھی۔ پس اب جبکہ ہم نے یہاں اپنی مسجد بنا لی ہے جو گو اتنی بڑی نہیں لیکن پھر بھی جیسا کہ مَیں نے کہا فی الحال یہاں کی ضرورت کے لئے کافی ہے۔ اب اس مسجد کے بن جانے کے ساتھ احمدیوں کی ذمہ داریاں بڑھ گئی ہیں۔ مسلموں اور غیر مسلموں سب کی توجہ اب اس مسجد کی وجہ سے آپ کی طرف پھرے گی۔ بلکہ کل امیر صاحب نے مجھے یہاں چھپنے والا ایک رسالہ دکھایا جس کی بڑی سرکولیشن ہے جس نے مسجد کے حوالے سے ہمارا تعارف شائع کیا ہے۔ اس سے جہاں جماعت کا تعارف دوسروں تک پہنچے گا وہاں حاسدوں کے حسد بھی بھڑکیں گے اور دونوں باتوں کے لئے یعنی تعارف کی وجہ سے تبلیغ کے مواقع پیدا ہونے اور اس کے بہترین نتائج ظاہر ہونے کے لئے بھی اور حسد کی وجہ سے دشمنیاں پیدا ہونی ہیں۔ ان دشمنیوں کے پیدا ہونے پر نقصان سے بچنے کے لئے بہترین ذریعہ دُعا ہے۔ عبادتوں کی طرف متوجہ ہونا ہے۔ خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے اس سے تضرع اور عاجزی سے اس کی مدد مانگنا ہے۔ دلوں کو کھولنے والا بھی خدا تعالیٰ ہی ہے اور حاسدوں کے حسد سے بچانے والا بھی خدا تعالیٰ ہی ہے۔

پس اس مسجد کی تعمیر کے ساتھ آپ کو دو بلکہ تین طرح کے چیلنجوں کا سامنا کرنا ہے۔ ایک تو عبادتوں کو پہلے سے بڑھ کر بجالانے کی اور سجانے کی کوشش کرنی ہے اور اس کے لئے خالص ہو کر خدا تعالیٰ کے گھر میں آ کر پانچ وقت اپنی نمازیں ادا کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ جب نمازوں کی طرف بلایا جائے تو اس پر بغیر کسی حیل و حجت کے لبّیک کہنا ہے کہ حقیقی فلاح نمازوں سے ہی ملتی ہے نہ کہ دنیاوی دھندوں سے۔ پس ان مغربی ملکوں میں رہنے والے عام طور پر اور فرانس کے اس شہر میں یا اس کے قریب رہتے ہوئے خاص طور پر جس کے بارہ میں مشہور ہے کہ دنیاوی رنگینیوں اور چکا چوند کا شہر ہے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے آگے جھکنے والا بنانا یقیناً خدا تعالیٰ کے پیار کو سمیٹنے والا بنائے گا۔ پس اس مسجد کی تعمیر کے ساتھ اپنی عبادتوں کے بھی نئے معیار قائم کریں۔

دوسرا چیلنج تبلیغ کا ہے جیسا کہ مَیں پہلے بھی کئی مواقع پر بتا چکا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئی جگہ فرمایا ہے کہ جہاں اسلام کو متعارف کرانا ہو، جہاں ایک مرکز کی طرف لانے کی کوشش کرنی ہو۔ وہاں مسجد بنا دو، اس سے تعارف پیدا ہوتا ہے اور تبلیغ کے مواقع پیدا ہوتے ہیں۔

اور جیسا کہ مَیں نے بیان کیا، ابھی باقاعدہ اس مسجد کا افتتاح نہیں ہوا کہ رسالہ میں جماعت اور مسجد کا تعارف بھی شائع ہو گیا۔ پس یہ ابتدا ہے، انشاء اللہ تعالیٰ تبلیغ کے مزید راستے کھلیں گے اور جب یہ راستے کھلیں گے تو پھر لوگوں کی نظریں آپ پر ہوں گی۔ پس اس چیلنج کو قبول کرنے کے لئے بھی تیار ہو جائیں۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے فرانس کی جماعت کی تبلیغ کی مساعی اچھی ہے، کتنے فیصد لوگ شامل ہیں مجھے نہیں پتہ لیکن بہرحال اچھے نتائج ہوتے ہیں، لیکن بعض طبقوں اور قوموں تک محدود ہیں جس میں عرب مسلمان زیادہ ہیں۔ یہ بڑی اچھی بات ہے اور عربوں کا پہلا حق بنتا ہے کہ ان تک آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کی آمد کا پیغام پہنچایا جائے۔ کیونکہ یہ ان لوگوں کا ہی ہم پر احسان ہے کہ انہوں نے ہمیں آنحضرت ﷺ کا پیغام پہنچا کر ہمیں اس خوش قسمت اُمّت میں شامل ہونے کا سامان بہم پہنچایا، جس نے ہماری دنیا بھی سنواری اور اخروی اور دائمی زندگی کے راستے بھی دکھائے۔ پس اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ تمام عرب تک آنحضرت ﷺ کے غلام صادق کا پیغام پہنچانا ہمارا اولین فرض ہے۔ لیکن ساتھ ہی ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ آنحضرت ﷺ تمام دنیا کے لئے مبعوث ہوئے تھے اور اس زمانہ میں یہ عظیم مشن مسیح موعود اور مہدی موعود کا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے دنیا کو اکٹھا کریں۔ پس یہ پیغام پہنچانا ہمارا کام ہے۔ جس کو خدا تعالیٰ ہدایت دینا چاہے گا جس کی فطرت نیک ہوگی اس کے آپ ﷺ کی غلامی میں آنے کے سامان اللہ تعالیٰ پیدا فرما دے گا۔

پس پیغام پہنچانا اور پھر دعا کرنا یہ ہمارا اہم کام ہے۔ کیونکہ دعاؤں کا ہتھیار ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سب سے کارآمد ہتھیار ہے اور یہی ہتھیار آپ کو دیا گیا ہے اس لئے کبھی اپنے علم اور اپنی تبلیغ پر بھی انحصار نہ کریں۔ پھل بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی لگتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے دعائیں انتہائی ضروری چیز ہیں اس لئے کبھی دعاؤں کو نہ بھولیں۔

اور پھر تیسرا چیلنج، جب دنیا کی نظر آپ پر پڑے گی تو اپنے اعمال پر بھی ہمیں نظر رکھنی ہوگی کیونکہ جس کو تبلیغ کریں گے وہ ہمارے عمل بھی دیکھتا ہے۔ وہ یقیناً ہمارا اٹھنا بیٹھنا اور رکھ رکھاؤ دیکھے گا۔ وہ ہمارے آپس کے تعلقات کو دیکھے گا۔ وہ ہمارے قول و فعل کو دیکھے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: '' ہماری جماعت کے لوگوں کو نمونہ بن کر دکھانا چاہئے''۔ فرمایا '' جو شخص ہماری جماعت میں ہو کر برا نمونہ دکھاتا ہے اور عملی یا اعتقادی کمزوری دکھاتا ہے تو وہ ظالم ہے کیونکہ وہ تمام جماعت کو بدنام کرتا ہے اور ہمیں بھی اعتراض کا نشانہ بناتا ہے۔ برے نمونے سے اوروں کو نفرت ہوتی ہے اور اچھے نمونے سے لوگوں کو رغبت پیدا ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کے ہمارے پاس خط آتے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ مَیں اگرچہ آپ کی جماعت میں

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر15

حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب کے بعد بلاد عربیہ میں احمدیت کی تبلیغ کا کام حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب کے سپرد ہوا۔مولانا ابوالعطاء صاحب کی تبلیغی مساعی کے تذکرہ سے قبل اس عرصہ میں ہونے والے عربوں میں احمدیت کی تبلیغ کے چند دیگر واقعات ہدیۂ قارئین ہیں۔

(1) مقاماتِ مقدسہ پر گولہ باری اور جماعت احمدیہ کا کلمۂ حق

ہندوستان میں یہ دلخراش خبر پہنچی کہ محمد بن عبدالوہاب کے معتقدین کی گولہ باری سے رسول کریم ﷺ کے روضۂ اطہر کے گنبد کو نقصان پہنچا جس سے گنبد میں دراڑیں پڑ گئی ہیں۔مسلم کونسل کے صدر اعلیٰ کی طرف سے تار آیا کہ صحیح خبر یہ ہے کہ حضور ﷺ کے روضہ اطہر پر گولہ باری نہیں کی گئی البتہ اس کے گنبد پر گولیاں لگی ہیں۔

اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 4/ستمبر 1925ء کو رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

''یہ تو مانا نہیں جا سکتا کہ نجدیوں نے جان بوجھ کر روضہ مبارک، مسجد نبوی اور دیگر مقامات مقدسہ پر گولے مارے ہوں گے، کیونکہ آخر وہ بھی مسلمان کہلاتے ہیں اور نبی کریم ﷺ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں، اور آپ کی عزت وتوقیر کا بھی دم بھرتے ہیں۔لیکن باوجود ان سب باتوں کے جو کچھ ہوا ہے اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ......گو انہوں نے دیدہ دانستہ مقامات مقدسہ کو نقصان نہ پہنچایا ہو مگر ان کی بے احتیاطی سے نقصان ضرور پہنچا......گو مَیں سمجھتا ہوں کہ قُبّے بنانے ناجائز ہیں مگر ہر جگہ نہیں بلکہ ضرورت کے وقت جائز ہیں۔اگر ان سے مراد قبر کی حفاظت نہیں تو ناجائز ہیں......مگر خواہ کچھ ہی ہو ان کا یہ کام نہیں کہ ان کو توڑیں۔اس معاملہ میں ہم نجدیوں کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں کہ قُبّے بلاضرورت بنانے ناجائز ہیں اور شرک میں داخل ہیں۔لیکن اس معاملہ میں ہم ان کے ساتھ اتفاق نہیں کرتے کہ ان کو توڑنا اور گرانا بھی درست ہے......ہماری ان باتوں کو دیکھ کر نجدیوں کے حامی کہیں گے یہ بھی شریف علی کے آدمی ہیں۔لیکن اگر رسول اللہ ﷺ کی توقیر کے متعلق آواز اٹھاتے ہوئے شریف کا آدمی چھوڑ کر شیطان کا آدمی بھی کہہ دیں تو کوئی حرج نہیں۔ہم تو رسول اللہ ﷺ کی خاطر سب سے محبت رکھتے ہیں۔یہاں تک کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام سے بھی اگر کوئی محبت رکھتے ہیں تو صرف اس لئے کہ وہ رسول کریم ﷺ کے غلام تھے۔اور آپ کو جو کچھ حاصل ہوا اس غلامی کی وجہ سے حاصل ہوا۔بے شک ہم قُبّوں کی یہ حالت دیکھ کر خاموش رہتے لیکن رسول کریم ﷺ کی محبت اور عزت کی خاطر ہم آواز بلند کرنے پر مجبور ہوگئے ہیں......ہمارے پاس کوئی طاقت نہیں جس سے ہم نجدیوں کے ہاتھ روک سکیں۔ہاں ہمارے پاس سہام اللیل ہیں۔پس مَیں نصیحت کرتا ہوں کہ رسول کریم ﷺ کے مزار مقدس اور مسجد نبوی کے دوسرے مقامات کو اس ہتھیار سے بچائیں۔ہماری جماعت کے لوگ راتوں کو اٹھیں اور اس بادشاہوں کے بادشاہ کے آگے سر کو خاک پر رکھیں جو ہر قسم کی طاقتیں رکھتا ہے، اور عرض کریں کہ وہ ان مقامات کو اپنے فضل کے ساتھ بچائے۔عمارتیں گرتی ہیں اور ان کا کوئی اثر نہیں ہوتا، لیکن ان عمارتوں کے ساتھ اسلام کی روایات وابستہ ہیں۔پس ہمیں دن کو بھی رات کو بھی، سوتے بھی اور جاگتے بھی دعائیں کرنی چاہئیں کہ خدا تعالیٰ اپنی طاقتوں سے اور اپنی صفات کے ذریعہ سے ان کو محفوظ رکھے اور ہر قسم کے نقصان سے بچائے۔''

(خطبات محمود جلد 9 صفحہ 246 تا 258۔ تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 545 تا 546)

(2) معاملات حجاز میں جماعت احمدیہ کا موقف

مقامات مقدسہ کی بے حرمتی پر احتجاج کے کچھ عرصہ بعد ایک احمدی دوست نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں لکھا کہ بعض اہل حدیث اصحاب نے شکایت کی کہ توحید کے مسئلہ میں ہمارے عقائد ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔مگر ابن سعود کے معاملہ میں تم لوگ ہماری مخالفت اور حنفیوں کی تائید کرتے ہو۔نیز دھمکی دی کہ آپ لوگ اپنا رویہ نہیں بدلیں گے تو خلافت کمیٹیاں جو اس وقت تک حضورؓ کے لیکچروں کی مؤید ہو رہی ہیں تائید کرنا چھوڑ دیں گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس پر 27/نومبر 1925ء کو ایک مفصل خطبہ دیا جس میں معاملہ حجاز کی نسبت جماعت احمدیہ کے مؤقف کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

''میرے نزدیک کسی حکومت کے لئے جائز نہیں کہ وہ مذہبی معاملات میں زبردستی کرے یا زبردستی کسی قوم کے قابل احترام مقامات کو گرائے یا ان پر قبضہ کرے۔پس ہر ایک اسلامی حکومت کے لئے یہ درست نہیں کہ وہ اپنے علاقہ کے مسلمانوں کی عبادت گاہوں یا قابل احترام مقامات کو گرا کر ملک میں فتنہ پیدا کرے۔لیکن ہاں میرے نزدیک دو مقام ایسے ہیں جن میں اگر کوئی مشرکانہ فعل ہوتا ہے تو اسلامی حکومت کے لئے جائز ہے کہ جبراً اس میں دست اندازی کرے اور ان مقامات کو اپنی حفاظت ونگرانی میں رکھے۔ان مقامات مقدسہ میں سے ایک تو خانہ کعبہ ہے اور دوسرا مسجد نبوی......۔

ایک اسلامی حکومت کا حق ہے کہ ان پر اپنا قبضہ رکھے......اور اس قبضہ کی غرض صرف حفاظت ہونی چاہیئے نہ کہ ان کے استعمال میں کسی قسم کی مشکل پیدا کرنا۔پس ان دونوں مقامات پر اسلامی حکومت کا قبضہ رہنا چاہئے جو یہ دیکھتی رہے کہ ان کی حفاظت کماحقہ ہو رہی ہے یا نہیں۔اور ان میں کوئی فعل شریعت کے خلاف تو نہیں کیا جاتا۔اگر کیا جاتا ہو تو اسے جبراً روک دے۔مثلاً اگر خانہ کعبہ میں بت پرستی ہو یا قبریں پوجی جاتی ہوں اور اسی طرح مسجد نبوی میں کوئی مشرکانہ فعل ہوتا ہو، تو مَیں کہوں گا کہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔اور اس حکومت کا کہ جس کے قبضہ میں یہ دونوں مقام ہوں حق ہے کہ وہ لوگوں کو وہاں ایسا کرنے سے جبراً روک دے۔''

اس اصولی بات کے بعد حضورؓ نے روضہ رسول عربی ﷺ کی نسبت فرمایا کہ:

''پس مَیں پھر کہتا ہوں کہ کسی اعزاز کے لئے رسول کریم ﷺ کی قبر پر گنبد نہیں بنایا گیا بلکہ اس کی حفاظت کے لئے بنایا گیا ہے۔اور اس غرض کے لئے بنایا گیا کہ تا آپ کی قبر چھپی رہے۔کسی اعزاز کے لئے رسول کریم ﷺ کی قبر گنبد کی محتاج نہیں۔اعزاز اگر ہوسکتا ہے تو وہ بجائے خود ہے اور بیرونی کوشش سے نہیں ہوسکتا۔پس اس کے لئے کسی گنبد کی یا کسی اور شئے کی ضرورت نہ تھی۔آنحضرت ﷺ جب زندہ تھے اس وقت صحابہ آپ کی حفاظت کرتے تھے۔پھر کوئی وجہ نہیں کہ آپؐ کی وفات کے بعد دشمنوں سے بچانے کے لئے آپؐ کے جسم مبارک کی حفاظت مسلمان نہ کریں......یہاں تو ایک گنبد کے لئے شور برپا ہے مگر مَیں کہتا ہوں حفاظت کے لئے اگر ایک سے زائد گنبد بھی بنانے پڑیں تو بنانے چاہئیں۔آج کل ہوائی جہازوں اور توپ کے گولوں اور دیگر اسی قسم کی ایجادوں سے پل بھر میں ایک عالم کو تباہ کر دیا جاسکتا ہے۔اس لئے آپؐ کی قبر کی حفاظت کا سوال اور بھی اہم ہوگیا ہے۔''

خطبہ کے آخر میں حضورؓ نے اہلحدیث کو قیام توحید واستیصال شرک کے تعلق میں پورے پورے تعاون کا یقین دلاتے ہوئے اعلان فرمایا کہ:

''میں کہتا ہوں کہ شرک کو مٹاؤ۔لیکن شرک کو مٹاتے ہوئے رسول کریم ﷺ کے نشانات اور شعائر اللہ کو نہ گراؤ۔اور ان مقامات کو ملیا میٹ نہ کرو جن کو دیکھ کر ایک شخص کے دل میں توحید کی لہر پیدا ہوتی ہے۔پس وہ قوم جو اہلحدیث کہلاتی ہے اور جس کا بڑا دعویٰ شرک کی بیخ کنی ہے وہ بالضرور شرک کے مٹانے میں کوشش کرے، ہم اس کوشش میں اس کے ساتھ ہیں۔لیکن ایسا کرتے ہوئے یہ نہ کرے کہ شعائر اللہ پر ہی کلہاڑا رکھ دے، یا ان مقامات کی بنیادوں میں ہی پانی پھیر دے جن سے روایات اسلامی وابستہ ہیں۔''(خطبات محمود جلد 9 صفحہ 352 تا 371، تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 546 تا 548)

(3) شام کی تحریک آزادی اور جماعت احمدیہ

جنگ عظیم کے بعد شام پر فرانس نے قبضہ کر لیا۔شامیوں نے یہ قبضہ ختم کرنے کا تہیہ کر لیا۔چنانچہ 1925ء کے آخر میں لبنان کی ایک جنگ جو مسلمان پہاڑی قوم نے تحریک آزادی کا علم بلند کر دیا۔شام کی فرانسیسی حکومت نے 57 گھنٹے تک اور بعض خبروں کے مطابق اس سے بھی زیادہ عرصہ تک دمشق پر گولہ باری کی جس سے یہ بارونق شہر تباہ و ویران ہوگیا اور ایسی تباہی آئی کہ تین ہزار سال سے ایسی تباہی اس شہر میں نہیں آئی تھی۔ ایسی تباہی کی خبر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام ''بلائے دمشق'' میں بھی دی گئی تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 13/نومبر 1925ء کو دمشق کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام اور اس عملی ظہور کی دردناک تفصیلات سنانے کے بعد اہل شام کی تحریک آزادی کی تائید کرتے ہوئے فرمایا:

''مَیں اس اظہار سے بھی نہیں رک سکتا کہ دمشق میں ان لوگوں پر جو پہلے ہی بے کس اور بے بس تھے یہ بھاری ظلم کیا گیا ہے۔ان لوگوں کی بے بسی اور بے بسی کا یہ حال ہے کہ باوجود اپنے ملک کے آپ مالک ہونے کے دوسروں کے محتاج بلکہ دستِ نگر ہے۔میرے نزدیک شامیوں کا حق ہے کہ وہ آزادی حاصل کریں۔ملک ان کا ہے حکمران بھی وہی ہونے چاہئیں۔ان پر کسی اور کی حکومت نہیں ہونی چاہئے۔......کیا ان کی یہی حالت ہونی چاہئے کہ انہیں بالکل غلام بلکہ غلاموں سے بھی بدتر بنانے کی کوشش کی جائے۔......پس نہ انگریزوں کا اور نہ کسی اور سلطنت کا حق ہے کہ وہ شامیوں کے ملک پر حکومت کریں، اور نہ ہی فرانسیسیوں کا حق ہے کہ وہ ملک پر جبراً قبضہ رکھیں۔شامیوں نے اتحادیوں کی مدد کی اور انہیں فتح دلائی جس کا بدلہ یہ ملا کہ فرانسیسیوں نے ان کے ملک کو تباہ اور ان کے گھروں کو ویران کر دیا۔اس سے زیادہ غداری کیا ہوسکتی ہے کہ جس نے ان کو فتح دلائی اسے ہی غلامی کا حلقہ پہنایا جاتا ہے......بجائے حسن سلوک کے ان پر ظلم کیا گیا۔ان کی جانیں تباہ کی گئیں، ان کا ملک ویران کیا گیا۔ان کے مال برباد کئے گئے۔پس وہ مظلوم ہیں۔**مَیں ان مظلوموں کے ساتھ ہمدردی رکھتا ہوں۔مَیں ان لوگوں کے لئے بھی دعا کرتا ہوں جنہوں نے قوم کی حریت اور آزادی کے لئے کوشش کی اور اس کے لئے مارے گئے۔**پھر مَیں ان لوگوں کے لئے بھی دعا کرتا ہوں جو زندہ ہیں، اور اسی کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ وہ تباہی سے بچیں اور کامیاب ہوں۔''

الحمدللہ کہ حضورؓ کی یہ دعا جناب الٰہی میں قبول ہوئی اور بالآخر فرانسیسی تسلط ختم ہوا اور ایک طویل جدوجہد کے بعد 16/ستمبر 1941ء کو شام میں مسلمانوں کی آزاد حکومت قائم ہوئی۔

(خطبات محمود جلد 9 صفحہ 324 تا 339۔تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 548-549)

(4) حضرت مسیح ناصریؑ کی ایک پیشگوئی کا پورا ہونا

قادیان میں حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کے زیر انتظام 29/جنوری 1926ء کو ایک منفرد جلسہ ہوا جس میں دنیا کی چوبیس زبانوں میں صداقت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر تقریریں ہوئیں۔اس میں عربی زبان میں تقریر حضرت شیخ محمود احمد عرفانی صاحبؓ نے کی۔ان تمام تقاریر کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے تقریر فرمائی کہ حضرت مسیح ناصریؑ کے متعلق آتا ہے کہ ان کے حواریوں کے متعلق پیشگوئی تھی کہ وہ غیر زبانوں میں تقریریں کریں گے۔چنانچہ انہوں نے یہودیوں کے مختلف قبیلوں کی زبانوں میں ان کو تبلیغ کی۔مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو یہ فضیلت حاصل ہوئی کہ اس میں غیر زبانیں بولنے والے پیدا ہوگئے۔بے شک اب عیسائیت میں مختلف ممالک کے لوگ داخل ہیں مگر حضرت مسیح کے زمانہ میں اور پھر ان کے بعد تین سو سال تک تین چار ممالک میں ہی عیسائیت پھیلی تھی۔پس یہ سب تقریریں اپنی ذات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی مستقل دلیل ہیں۔

(ملخص از تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 553-554)

حضرت مولانا ابوالعطاء کی بلاد عربیہ میں آمد

(ذیل میں مذکور اس دور کے بیشتر واقعات وتاریخی حالات حضرت مولانا ابو العطاء صاحب کی سوانح حیات ''حیات خالد'' سے ماخوذ ہیں)

حضرت مولانا ابوالعطاء جالندھری صاحب 13/اگست 1931ء کو قادیان سے روانہ ہوئے اور 4 ستمبر 1931ء کو حیفا (فلسطین) پہنچے۔آپ کی عمر اس وقت 27 سال تھی۔

ایک کامیاب مبلغ اور ہمہ جہتی مفکر کے طور پر آپ نے اس سفر کی تیاری میں سب سے پہلے سفر کے اہداف ومقاصد متعین فرمائے جو یہ تھے:

(1) تبلیغ احمدیت واسلام۔(2) عربی زبان کا سیکھنا۔ (3) نفس کی اصلاح اور مقام ولایت۔(4) ملکی وتاریخی حالات کا مطالعہ۔(5) حج کرنا۔(6) حفظ قرآن پاک۔

اسی طرح اس زمانے میں ایک روایت یہ بھی تھی کہ جو مبلغ بیرون ممالک میں تبلیغ کی غرض سے بھیجے جاتے تھے ان کی اپنی خواہش وکوشش بھی ہوتی تھی اور سلسلہ کی طرف سے ہدایت بھی کہ وہ پرانے بزرگوں سے مل کر رہنمائی، مشورے، اور دعائیں حاصل کریں۔ چنانچہ مولانا ابوالعطاء صاحب نے بھی اپنے بعض بزرگوں سے ہدایات لیں۔ ان میں سے حضرت سید محمد سرور شاہ صاحبؓ نے عربی زبان میں نصائح لکھ کر دیں، جن میں سے ایک نصیحت یہاں فائدہ عام کے لئے لکھی جاتی ہے فرمایا:

اس بات سے بچتے رہنا کہ تیرا نفس تجھے کہے کہ تو نے خوب کام کیا، حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا اور اسے بھی جو تم عمل کرتے ہو۔ پس یقیناً جانو کہ یہ بات تمہارے اعمال کی کھیتی کے لئے بگولا اور آگ ہے۔

قادیان سے حیفا تک

حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب اپنے ایک مضمون میں اپنے سفر کے بعض حالات کا تذکرہ فرمایا ہے اس کے ایک حصہ کا خلاصہ یہاں درج کیا جاتا ہے۔

فرماتے ہیں کہ:

جہاز بصرہ جا رہا تھا۔ قریباً چھ روز مختلف بندرگاہوں پر ٹھہرتا ہوا یہ جہاز بصرہ کی بندرگاہ پر پہنچا۔ وہاں بھی احمدی دوست موجود تھے وہاں سے بغداد کے لئے روانگی ہوئی جہاں محترم الحاج عبد اللطیف صاحب مرحوم مشہور احمدی تاجر کے ہاں چندروز قیام رہا احباب جماعت اور دوسرے دوستوں سے ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ بغداد سے بذریعہ موٹر کار دمشق کے لئے روانہ ہوا۔ وہاں سے احباب کی ملاقات کے بعد بیروت پہنچا۔ وہاں سے حیفا پہنچا۔......آخر دس دن کے اس سفر کا خاتمہ بہت ہی خوش گوار صورت میں ہوا اور مَیں احمدیہ دارالتبلیغ بلاد عربیہ میں بخیریت پہنچ گیا۔ حضرت مولانا شمس صاحب کے ذریعہ کام کی نوعیت اور تفصیلات کا تعارف ہوا۔......آخر اگست 1931ء کو دارالتبلیغ کا چارج لیا۔ اس پر محترم مولانا شمس صاحب مرحوم مصر سے ہوتے ہوئے قادیان کے لئے روانہ ہوئے۔ اس وقت بھی جذبات کا ایک خاص تلاطم تھا۔ فلسطین کے احمدی احباب نے بے مثال محبت سے تعاون فرمایا۔

امید افزا حالات

مختلف مقامات پر حضرت مولانا کے قیام فلسطین ومصر وغیرہ کی کچھ شائع شدہ رپورٹیں ذیل میں پیش ہیں جو ازیکم اپریل 1932 تا 31 مارچ 1933 کی ہیں۔

سالانہ رپورٹ صدر انجمن احمدیہ 32-1933 صفحہ 151 تا 155 پر ذیل کی رپورٹ درج ہے:

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس سال بلاد عربیہ میں سلسلہ کے لئے نہایت امید افزا حالات پیدا ہوئے ہیں اور تبلیغ کے بہت سے نئے دروازے کھل گئے ہیں۔ اخبارات کی مخالفت یا تعریف سے ظاہر ہے کہ سلسلہ کی اہمیت کو محسوس کیا جا رہا ہے۔ ہر طبقہ کے لوگوں میں سلسلہ احمدیہ کی خدمات کا اعتراف ہونا شروع ہو گیا ہے۔ شیخ العروبہ احمد زکی باشا نے مولوی اللہ دتہ صاحب (ابوالعطاء) سے کہا کہ **درحقیقت عیسائیت کی بڑھتی ہوئی رَو کا مقابلہ صرف آپ کی جماعت ہی کرسکتی ہے۔**

ایک غیر احمدی دوست نے کہا کہ آپ لوگوں کی بہترین تنظیم اور غیر معمولی جدوجہد کے پیش نظر **میرا تو یہ خیال ہے کہ عنقریب دنیا کی حکومت احمدیوں کے قبضہ میں ہوگی۔**

حالات کے امید افزا ہونے کا اس سے بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ علماء اور مشائخ کے طبقہ میں غیر معمولی ہیجان پایا جاتا ہے۔ مخالفانہ مضامین کے علاوہ قتل کے فتوے اور احمدیوں کو دکھ دینے کے منصوبے کئے جا رہے ہیں۔ حکومتوں کو انکے خلاف بھڑکایا جا رہا ہے۔ یہ سب کچھ ہو رہا ہے اور اس سے واضح ہے کہ دشمن احمدیت کی طاقت سے خوف کھا رہا ہے۔

نومبایعین

اس سال 33 اشخاص داخل سلسلہ ہوئے ہیں (گزشتہ سال تعداد نومبایعین 25 تھی) ان نومبایعین میں سے ایک بزرگ عالم ہیں جو اپنے سلسلہ میں پیشوا مانے جاتے تھے۔ ایک اخبار نویس ہیں۔ ایک دوست متعدد رسالوں کے مصنف ہیں۔ ایک کالج کے طالبعلم ہیں۔ بعض تاجر اور بعض زمیندار طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ دو مدرس اور ایک سرکاری ملازم ہیں۔

نئی جماعتیں

1۔ موضع ام الفحم میں نئی جماعت قائم ہوئی ہے۔ اس جماعت میں ایک اچھے مالدار دوست بھی شامل ہیں۔

2۔ اسی طرح موضع عارہ میں بھی نئی جماعت قائم ہوئی ہے اس جگہ کے مشہور عالم الشیخ محمد اللبدی داخل سلسلہ ہوئے ہیں۔

انفرادی تبلیغ

اندازہ کیا گیا ہے کہ افراد جماعت اور دارالتبلیغ کے ذریعہ **دوران سال ڈیڑھ ہزار اشخاص کو فرداً فرداً تبلیغ کی گئی** ہے۔ بعض معززین کے گھروں پر جا کر تبلیغ کی گئی۔ جناب علی فاضل باشا مصری نے جو سوڈان میں فوج کے افسر اعلیٰ رہ چکے ہیں اور علم دوست شخص ہیں ایک گھنٹہ کی گفتگو کے بعد کہا کہ **مولوی صاحب نے مجھ کو نصف احمدی تو بنا لیا ہے۔**

اس سلسلہ میں یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ امسال سلسلہ احمدیہ کے بدترین دشمنوں کو بھی ان کے گھروں پر جا کر پیغام حق پہنچایا گیا۔ جن میں سے شیخ رشید رضا ایڈیٹر المنار اور محبّ الدین الخطیب ایڈیٹر الفتح خاص طور پر قابل ذکر ہیں......۔ مصری پارلیمنٹ کے ایک ممبر کو تبلیغ کرنے کا بہترین موقع ملا اور وہ بہت اچھا اثر لے کر گئے۔

مناظرات

دوران سال تقریباً 18 باقاعدہ مناظرات ہوئے ہیں۔

12 مسلمان علماء سے اور 6 پادریوں سے۔ علماء کے ساتھ وفات مسیح، نسخ فی القرآن، ختم نبوت اور صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر گفتگو ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر موقع پر کامیابی حاصل ہوئی۔ علمائے ازہر کے ایک گروہ سے ختم نبوت پر مباحثہ ہوا۔ ایک کے بعد دوسرا مناظر بدلا گیا مگر آخر انہیں اپنی عاجزی کا قولاً وفعلاً اعتراف کرنا پڑا اور غیر احمدی سامعین پر بھی بہت اچھا اثر ہوا۔ پادریوں سے فادر انستاس الکرملی سے حیفا میں خاص طور پر قابل ذکر گفتگو ہوئی اور قاہرہ میں امریکن مشن کے انچارج اور ڈاکٹر زویمر کے قائمقام ڈاکٹر فلپس (Philips) سے کفارہ کے موضوع پر چار ہفتے مناظرات ہوئے۔ ہر مناظرہ میں بفضل تعالیٰ خاص کامیابی حاصل ہوئی۔ مگر آخری مناظرہ بعنوان 'کیا یسوع مسیح صلیب پر نہیں مرا' نہایت شاندار رہا۔ اللہ تعالیٰ نے مختصر وقت میں غیر معمولی تاثیر عطا فرمائی اس روز 70 اشخاص موجود تھے جن میں وکیل، علماء اور نوتعلیم یافتہ اور کالجوں کے طلباء بھی تھے۔ عیسائیوں کی طرف سے پادری کامل منصور، پادری فلپس اور پادری ایلڈر باری باری پیش ہوئے اور ہر ایک عاجز آ کر خاموش ہو جاتا رہا۔ دو گھنٹہ تک باقاعدہ مناظرہ ہوا اور دوست ودشمن نے محسوس کر لیا کہ فی الواقع حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسر صلیب کا جو طریقہ بیان فرمایا ہے وہ بالکل اچھوتا اور بے حد کامیاب ہے۔ اخیر پر ایک معزز غیر احمدی نے جو شیخ الازہر کا رشتہ دار ہے شاندار الفاظ میں احمدی مناظر کا شکریہ ادا کیا اور ایک ازہری طالبعلم نے کہا: **بخدا اگر سارے علمائے ازہر مل کر بھی ایسا مناظرہ کرنا چاہیں تو نہ کرسکیں۔** پادری کامل منصور نے جاتے وقت کہا کہ فی الواقع آپ نے عیسائیت کا ہم سے بھی بڑھ کر مطالعہ کیا ہے۔

اس مباحثہ کی پوری روداد فلسطین کے عربی رسالہ البشارۃ الاسلامیۃ الاحمدیۃ میں مولانا ابوالعطاء جالندھری صاحب نے شائع کی۔

عیسائی مشنری کرملی سے گفتگو

فلسطین کے ایک مشہور عیسائی مشنری کرملی جو لغت عرب کے بڑے ماہر سمجھے جاتے اور علاّمہ کہلاتے ہیں ان کی حیفا میں مبلغ احمدیت حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندہری سے چند نوجوانوں کی موجودگی میں ملاقات ہوئی۔ مولانا موصوف نے بعض مذہبی ولغوی امور پر ان سے تبادلہ خیالات کیا۔ چونکہ یہ گفتگو بہت دلچسپ ہونے کے علاوہ یہ بھی ظاہر کرتی ہے کہ احمدی مبلغ کے دلائل قویہ کے سامنے ایک مشہور عربی دان عیسائی مشنری کے لئے بالکل دم بخود ہو جانے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ اس لئے اس کے کچھ حصے ہدیہء قارئین کئے جاتے ہیں۔

مسیحی: حضرت مسیح کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

احمدی: یہی کہ وہ دیگر انبیاء کی طرح ایک معصوم نبی تھے۔ خدا یا ابن اللہ نہیں تھے۔ ان کے ذریعہ خدا نے یہود کو ہمارے سید ومولا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی ایک عظیم الشان بشارت دی تھی۔ پھر وہ دیگر انبیاء کی طرح فوت ہو گئے۔ انکا مقام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں ایک شاگرد کی حیثیت رکھتا ہے۔ چنانچہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے کہ لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما وسعھما إلا اتباعی۔ اور اس زمانہ میں بھی خدا نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے بانی جماعت احمدیہ کو حضرت مسیح علیہ السلام سے تمام شان میں افضل پیدا کر کے بتا دیا کہ واقعی رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء سے افضل ہیں۔

مسیحی: مسیح کی موت کا اعتقاد رکھنے میں تو آپ نے ہماری موافقت ظاہر کی۔

احمدی: حاشا وکلا، ہمارے اور آپ کے عقیدہ میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ آپ مانتے ہیں کہ 33 سال کی عمر میں حضرت مسیح صلیب پر مر گئے مگر ہم اس کی بڑے زور سے تردید کرتے ہیں اور اس کے برخلاف یہ مانتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام 120 سال عمر پا کر فوت ہوئے۔

مسیحی: پھر تو آپ اس عقیدہ میں یہود نصاریٰ اور مسلمان تینوں قوموں کے مخالف ٹھہرے، اور یہ ایک شدید اختلاف ہے۔

احمدی: ہمارا اختلاف حق پر مبنی ہے۔ لیکن کیا ہم سے پہلے ان تینوں اقوام کا عقیدہ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق واحد ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی ذات پیدائش سے لے کر یوم وصال تک گہوارہ اختلافات بنی ہوئی ہے۔ یہود، مسلمانوں اور عیسائیوں میں سے ہر ایک کی الگ رائے اور الگ عقیدہ ہے۔ پس ان اختلافات کے ہوتے ہوئے اگر ہم نئی تحقیق پیش کریں تو یہ عجیب بات نہیں۔ عقلمند اختلاف کے لفظ سے نہیں ڈرتا بلکہ اس کی اصلیت پر غور کرتا ہے۔ اور اگر اس کے دلائل اس کو قوی معلوم ہوں تو قبول کر لیتا ہے۔

مسیحی: یہ آپ نے بالکل صحیح اور درست فرمایا۔ لیکن آپ تو اب آئے اور مسیحی اور یہود قدیم سے مسیح کی صلیبی موت کے قائل ہیں۔

احمدی: تقدم زمانی کسی قوم کے حق پر ہونے کی دلیل نہیں ہوسکتی۔ ورنہ کیا آپ ولادت مسیح کے متعلق یہود کے اس قول کو صحیح تسلیم کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپ ولد الزنا تھے۔ کیونکہ عیسائیت کا اس وقت وجود بھی نہیں تھا اور یہود موجود تھے۔

مسیحی: نہیں ہرگز نہیں۔ وہ تو بالکل جھوٹ بکتے ہیں۔

احمدی: پس معلوم ہوا کہ تقدم زمانی انسان کو حقائق تک نہیں پہنچا سکتا۔ خصوصاً جبکہ یہود اور نصاریٰ میں سے حضرت مسیح کی صلیبی موت کا عینی شاہد کوئی بھی موجود نہیں۔ اور ہمارے پاس توریت، انجیل، قرآن کریم اور تواریخ سے متعدد دلائل اور براہین موجود ہیں جن سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں فوت ہوئے۔

مسیحی: انجیل سے آپ کے پاس کونسی دلیل ہے؟

احمدی: دلائل تو بے شمار ہیں۔ لیکن مَیں اس وقت صرف دو پیش کرتا ہوں۔

1۔ مسیح نے کہا: اس زمانہ کے برے اور زنا کار لوگ نشان طلب کرتے ہیں۔ مگر یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی اور نشان ان کو نہ دیا جائے گا۔ کیونکہ جیسے یونس تین دن رات مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابن آدم تین دن رات زمین کے اندر رہے گا۔ (متی 12:39)

یہ مشابہت صرف اسی صورت میں متحقق ہو سکتی ہے۔ جب کہ ہم یہ تسلیم کریں کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں مرے بلکہ زندہ قبر میں داخل ہوئے اور زندہ ہی نکلے۔

2۔ عبرانیوں میں آتا ہے کہ یسوع مسیح نے موت سے رہائی کے لئے دعا مانگی اور خدا نے ان کے تقویٰ کے باعث سنی۔ (5:7)

پس اگر صلیب پر مر جاتے تو یہ دعا رائیگاں جاتی۔

مسیحی: مشابہت صرف دنوں اور راتوں کی جہت سے ہے نہ کہ موت اور حیات کے لحاظ سے۔

احمدی: تین دن رات تو ہو ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ جمعہ کی شام کو قبر میں ڈالے گئے اور اتوار کے دن طلوع آفتاب سے پہلے دیکھا گیا تو وہاں نہیں تھے۔

مسیحی: یہ درست ہے۔ لیکن ہم یہود کے طریق شمار کے مطابق جمعہ کی شام کو ایک کامل دن شمار کرتے ہیں۔

احمدی: اگر ہم جمعہ کو ایک دن بھی شمار کر لیں تو جمعہ اور ہفتہ دو دن ہوئے، تیسرا دن کہاں ہے۔ پھر راتیں بھی تین نہیں بنتی۔ کیونکہ آپ صرف دو راتیں جمعہ اور ہفتہ کی قبر میں رہے۔

اس مرحلہ پر پہنچ کر مشنری صاحب کچھ ملول سے ہو گئے اور کہنے لگے: میں آپ کو مطمئن نہیں کر سکتا۔ مَیں نے (ابوالعطاء صاحب) گفتگو کا رخ بدل کر کہا:

احمدی: حضرت مسیح ابن مریم کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

مسیحی: ہم ان کی الوہیت کے قائل ہیں۔

احمدی: مَیں چاہتا ہوں کہ آپ ان کی الوہیت کی کوئی واضح دلیل بیان فرمائیں۔

مسیحی: مُردوں میں سے جی اٹھنا ان کی الوہیت پر ایک زبردست دلیل ہے۔

احمدی: لیکن ان کا پہلے مُردوں میں داخل ہونا ان کی عدم الوہیت پر زیادہ واضح دلیل ہے۔

(باقی آئندہ)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ پر اپنے فضل کی بارش کا ایک قطرہ آج اس مسجد کی صورت میں ہم پر گرایا ہے۔

احمدی مسلم خواتین کی 17 لاکھ یورو (19 کروڑ روپے) کی عظیم الشان مالی قربانیوں سے برلن (جرمنی) میں تعمیر ہونے والی پہلی احمدیہ مسجد ''مسجد خدیجہ'' کا مبارک افتتاح۔ ابتدائی مبلغین اور خواتین کی مالی قربانیوں کا تحسین بھرا تذکرہ۔
اللہ تعالیٰ ان سب قربانی کرنے والیوں کو بے انتہا جزا دے۔ ان سب کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت ڈالے۔

احمدی عورتوں کو خاص طور پر یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جو قربانی انہوں نے کی ہے اس کا فائدہ تبھی ہوگا جب اس سے ہمیشہ فیض اٹھاتے چلے جانے کی کوشش کریں گی اور وہ کوشش تبھی کامیاب ہوگی جب اپنے بچوں کی تربیت اس نہج پر کریں گی جس کی تلقین خدا تعالیٰ نے ہمیں فرمائی ہے اور ان کا مسجد سے تعلق جوڑیں گی۔

آپس میں محبت، پیار کے تعلقات اس طرح بڑھ سکتے ہیں جب شکووں، شکایتوں اور نفرتوں کی تمام دیواریں گرادی جائیں۔
ذاتی لالچ اور مفاد ہمیں ایمان میں کمزوری دکھاتے ہوئے دوسروں کے حق مارنے پر مائل نہ کرے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 17/اکتوبر 2008ء بمطابق 17/اخاء 1387 ہجری شمسی بمقام مسجد خدیجہ۔ برلن (جرمنی)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ (سورة التوبة:18)

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۔ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ۔اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (سورة التوبة:71)

الحمدللہ، اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ پر اپنے فضل کی بارش کا ایک اور قطرہ آج اس مسجد کی صورت میں ہم پر گرایا ہے۔ ملک کے مشرقی حصّہ میں یہ ہماری پہلی مسجد ہے۔ برلن شہر جو یہاں کا دارالحکومت بھی ہے اس کی ایک اپنی اہمیت ہے۔ جرمنی اور خاص طور پر اس شہر میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ حقیقی اسلام کا پیغام پہنچنے کی تاریخ جیسا کہ آپ جانتے ہیں 86 سال پرانی ہے۔

حضرت خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں یہاں احمدی مبلغین آئے تھے اور ان کی رپورٹوں کے مطابق جرمن قوم میں بڑی سعادتمندی پائی جاتی تھی اور حقیقی اسلام کو سمجھنے کی طرف ان کی اُس وقت توجہ تھی۔ بہرحال یہاں اس شہر میں اور اس ملک میں جو ابتدائی مبلغین آئے تھے ان کی جو کوششیں تھیں، ان کا بھی مَیں ذکر کر دیتا ہوں کیونکہ اس مسجد کی تعمیر کے ساتھ ان کی یادیں وابستہ ہیں۔ وہ یہاں احمدیت کی ترقی کے بارے میں اس شہر سے بھی اور اس ملک سے بھی کس حد تک پُر امید تھے، یہ ان کی بعض رپورٹوں سے پتہ لگتا ہے اور مَیں یہ ذکر اس لئے کرنا چاہتا ہوں تا کہ نوجوانوں، بچوں اور نئے آنے والوں کو بھی جو اس ملک میں رہ رہے ہیں یا دنیا کے کسی بھی ملک میں رہتے ہیں اپنی تاریخ کا کچھ پتہ لگے، تاکہ ان مبلغین کے لئے دعا کی طرف بھی توجہ پیدا ہو جو ہمارے ابتدائی مبلغین تھے جنہوں نے شروع میں بڑی قربانیاں کیں اور مختلف ممالک میں گئے۔ جو اپنے ملکوں سے نکلے تھے اور پھر مختلف جگہوں پر رہے۔ اِس زمانہ میں جماعت کے مالی وسائل تو بہت اچھے ہیں اور اُس زمانے میں تو وسائل بھی نہیں تھے لیکن ان لوگوں کی احمدیت کے لئے بے لوث خدمت کا جذبہ اور انتھک محنت انہیں وسائل نہ ہونے کے باوجود ہر جگہ متعارف کروا دیتی تھی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان لوگوں کی دعاؤں کی طرف بہت توجہ تھی اور اس وجہ سے وہ جماعت کی ترقی کے بارے میں پُر امید بھی بہت زیادہ تھے۔

1922ء میں حضرت خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے جرمنی میں مشن کے قیام کا فیصلہ فرمایا اور مولوی مبارک علی صاحب بنگالی بی اے کے بارے میں یہ فیصلہ ہوا کہ وہ جرمنی جائیں اور وہاں مشن کا آغاز کریں۔ مولوی مبارک علی صاحب 1920ء سے لندن میں بطور مبلغ کے اپنے فرائض انجام دے رہے تھے۔ حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ کے ارشاد پر 1922ء میں وہ لندن سے برلن آ گئے۔ پھر آپ کی معاونت کے لئے حضرت خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ملک غلام فرید صاحب ایم اے کو بھی جرمنی جانے کے لئے منتخب فرمایا اور وہ بھی 26 نومبر 1923ء کو قادیان سے جرمنی کے لئے روانہ ہوئے اور 18 دسمبر 1923ء کی صبح یہاں برلن پہنچے۔

جرمنی پہنچ کر محترم مولوی مبارک علی صاحب کی ابتدائی کوششوں کو خدا تعالیٰ کے فضل سے کس قدر کامیابی نصیب ہوئی۔ اس کے بارہ میں حضرت خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 2 فروری 1923ء کے خطبہ میں فرمایا کہ ان کی رپورٹیں نہایت امید افزا ثابت ہوئیں بلکہ ان کو تو اس ملک میں کامیابی کا اس قدر یقین ہو گیا کہ وہ متواتر مجھے لکھ رہے ہیں کہ وہاں فوراً ایک مسجد اور مکان بنوایا جائے اور یہ اس طرح ممکن ہے کہ چھ ماہ مَیں خود وہاں چلا جاؤں۔ یعنی حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ کو کہا کہ آپ خود وہاں آ جائیں جس کے نتیجہ میں انہیں جلد کامیابی کی امید ہے کہ قلیل عرصہ میں دنیا میں اہم تغیرات ہو سکتے ہیں۔ حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ کو خود جرمنی جانے پہ انشراح نہیں تھا لیکن دوسری تجویز کے متعلق آپ نے فرمایا کہ ان کی اس درخواست کو کہ اس جگہ فوراً ایک مسجد اور سلسلہ کا ایک مکان بن جائے تو بہت کامیابی کی امید ہے نظرانداز کر دینا میرے نزدیک سلسلہ کے مفاد کو نقصان پہنچانے والا تھا۔ اس لئے مَیں نے اس کے متعلق ان کو تاکید کر دی ہے کہ وہ فوراً زمین خرید لیں۔ چنانچہ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہدایت موصول ہونے پر مولوی مبارک علی صاحب نے اس طرف توجہ دی اور فوری طور پر برلن شہر میں دو ایکڑ زمین خرید لی گئی۔

برلن میں مسجد کے لئے زمین کا انتظام ہو جانے پر حضرت خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 2 فروری 1923ء کو یہ تحریک فرمائی کہ مسجد برلن کی تعمیر احمدی خواتین کے چندہ سے ہو۔ اس کے لئے حضورؓ

نے 50 ہزار روپیہ تین ماہ میں اکٹھا کرنے کا اعلان فرمایا۔ لجنہ اماء اللہ کے قیام کے بعد یہ سب سے پہلی مالی تحریک تھی جس کا خالصتاً تعلق مستورات سے تھا۔ اس تحریک میں احمدی خواتین کے مطمح نظر کو یکسر اتنا بلند کر دیا کہ ان میں اخلاص وقربانی اور فدائیت اور للّٰہیت کا ایسا زبردست ولولہ پیدا ہو گیا کہ جس کی کوئی مثال نہیں تھی۔

اُس وقت تو ہندو پاکستان ایک تھا۔ وہاں کی لجنہ نے، خاص طور پر قادیان کی لجنہ نے ایسی مثال قائم کی کہ اس سے پہلے وہاں کی تاریخ میں ایسی مثال نہیں ملتی۔ اُس زمانہ میں جو ایک انقلابی صورت پیدا ہوئی تھی لجنہ کی ایکٹیوٹیز (activities) میں اور خاص طور پر اس تحریک کے لئے قربانی میں، ایسی قربانیاں قرون اولیٰ میں نظر آتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُس زمانے کی جو جاگ لگی ہوئی ہے، آج تک اس کی مثالیں ملتی رہتی ہیں۔ اُس وقت احمدی عورتوں نے نقد رقمیں اور طلائی زیورات حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں پیش کئے۔ پہلے دن ہی 8 ہزار روپے نقد اور وعدوں کی صورت میں قادیان کی احمدی عورتوں نے یہ وعدہ پیش کیا اور یہ رقم عطا کی اور 2 ماہ کے تھوڑے سے عرصہ میں 45 ہزار روپے کے وعدے ہو گئے اور 20 ہزار روپے کی رقم بھی وصول ہو گئی۔ پھر کیونکہ اخراجات کا زیادہ امکان پیدا ہو گیا تھا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس کی مدت بھی بڑھا دی اور ٹارگٹ بڑھا کے 70 ہزار روپے کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی عورتوں نے اس وقت 72 ہزار 700 کے قریب رقم جمع کی۔ بہرحال خلاصہ یہ ہے کہ 5/اگست 1923ء کو مسجد برلن کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ جس میں جرمنی کے وزیر داخلہ اور وزیر برائے رفاہ عامہ، ترکی اور افغانستان کے سفراء، متعدد اخبار نویس اور بعض دیگر معززین شامل تھے اور مہمانوں کی تعداد 400 تھی اور احمدی اس زمانے میں صرف چار تھے۔ یہ اُس وقت حال تھا لیکن اتنے وسیع تعلقات تھے۔ یہ تھی اُس وقت کے مبلغین کی کوشش کہ اتنے وسیع تعلقات تھے اور یہ سب بڑی بڑی شخصیات اُس وقت مسجد کی بنیاد کے لئے تشریف لائیں اور بہرحال مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

لیکن کیونکہ اقتصادی حالات یہاں کے بہت خراب ہو گئے تھے، جنگ عظیم کا اثر ظاہر ہونا شروع ہوا تو وہی جو خیال تھا کہ 50-60 ہزار میں مسجد بن جائے گی اس کا اندازہ خرچ 15 لاکھ روپیہ پہ لگایا گیا۔ اتنے اخراجات پورے کرنا جماعت کے وسائل کے لحاظ سے بہت ناممکن تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فیصلہ فرمایا کہ دو مراکز کو چلانا بہت مشکل ہے، ایک لندن والا بھی اور ایک برلن میں بھی۔ تو 1924ء میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ برلن مشن کو ان حالات کی وجہ سے بند کر دیا جائے کیونکہ مالی وسائل بھی نہیں ہیں اخراجات بھی نہیں پورے ہو سکتے، حالات یہاں بہت خراب ہو گئے تھے۔ لیکن وہ جو عورتوں نے، احمدی خواتین نے قربانیاں کی تھیں، وہ رقم حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر لندن بھیج دی گئی اور وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسجد فضل لندن تعمیر ہوئی۔ پھر یہاں 1948ء میں دوبارہ شیخ ناصر احمد صاحب آئے تھے جنہوں نے ہمبرگ میں مشن شروع کیا۔

اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جیسا کہ پہلے بھی مَیں نے کہا کہ سفر کی سہولتیں بھی ہیں اور جماعت کے مالی حالات بھی بہت بہتر ہیں۔ اُس زمانے میں سمندری سفر ہوتا تھا۔ مکرم ملک غلام فرید صاحبؓ کو سفر میں 22 دن لگے تھے۔ یہ وہی حضرت ملک غلام فرید صاحب ہیں جنہوں نے قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ اور مختصر نوٹس جن کی بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نوٹس پر ہے اور اسی طرح انگریزی کا ترجمہ وتفسیر ''فائیو والیوم'' (Five Volumes) بھی انہوں نے کیا ہوا ہے۔ گو اس کے لئے ایک کمیٹی تھی لیکن اس کا زیادہ کام اور اکثر کام آپ نے کیا اور حضرت ملک صاحب بڑے پڑھے لکھے اور انگریزی علم پر بڑی مہارت رکھتے تھے۔ انہوں نے قرآن کریم کے الفاظ کی ڈکشنری بھی تیاری کی تھی لیکن وہ شائع نہیں ہو سکی۔ اب گزشتہ سال اس کو مکمل کر کے شائع کروایا گیا ہے اور ملک صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے۔

اسی طرح مولوی مبارک علی صاحب کا بھی تعارف کرا دوں۔ وہ ابتدائی مبلغ تھے یہاں آئے۔ انہوں نے 1909ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ بنگلہ دیش سے تعلق رکھنے والے تھے اور 1917ء میں جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وقف زندگی کی تحریک فرمائی تو جن 63 نوجوانوں نے اپنے نام پیش کئے اُن میں مولوی مبارک علی صاحب بھی تھے۔ آپ نے 1969ء میں بنگلہ دیش میں وفات پائی۔ بوگرا (Bogra) میں مدفون ہیں۔ تو یہ تھے دو ابتدائی مبلغ جو یہاں آئے اور ان کے تعلقات باوجود وسائل کی کمی کے کس قدر وسیع تھے، یہ مَیں آپ کو بتا چکا ہوں۔

اب جو مربیان اور مبلغین ہیں ان کو بھی اپنے جائزے کے لئے پرانے مبلغین کے جو واقعات اور رپورٹیں ہیں وہ ضرور پڑھنی چاہئیں تو بہرحال ان بزرگوں نے یہاں انتھک محنت کی۔

اُس وقت تو حالات کی وجہ سے جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ مسجد باوجود کوشش کے نہ بن سکی۔ لیکن قادیان اور ہندوستان کی لجنہ کی جو قربانی تھی وہ رائیگاں نہیں گئی۔ اُس رقم سے مسجد فضل تعمیر ہو گئی اور آج اِس مسجد کی جو تاریخی اہمیت ہے وہ بھی سب پر واضح ہے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ اُس وقت کی احمدی خواتین کی قربانی اتنی سچی تھی اور اس کی قبولیت کے لئے دعائیں اِس درد کے ساتھ انہوں نے کی ہوں گی کہ ایک مسجد تو انہوں نے اپنی زندگی میں بنالی اور دوسری مسجد کی تعمیر میں ہو سکتا ہے آج ان کی نسلیں شامل ہوئی ہوں۔ لیکن بہرحال وہی جذبہ جو اُن ابتدائی خواتین کی قربانی کا تھا وہ آج بھی کچھ حد تک لجنہ میں دین کی خاطر قربانی میں ہمیں نظر آتا ہے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ان کی دعائیں تھیں جنہوں نے اپنی نسلوں میں بھی یہ جذبہ پیدا رکھا۔

یہ مسجد جو اس وقت موجودہ مسجد ہے 17 لاکھ یورو میں تعمیر ہوئی ہے۔ جس میں سے 4 لاکھ یورو کے علاوہ 13 لاکھ جرمنی کی لجنہ نے دیا ہے اور 4 لاکھ جو باہر سے آیا ہے اس میں سے بھی زیادہ بڑا حصہ لجنہ UK کا ہے۔ 17 لاکھ یورو کو اگر آپ پاکستانی روپوں میں بدلیں، یہ مَیں پاکستانیوں کے لئے بتا رہا ہوں تو 19 کروڑ روپے کے قریب بنتا ہے۔

پس آج یہ قربانی کرنے والیاں جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں توفیق دی کہ یہ مسجد تعمیر کر سکیں۔

اس مسجد کے کچھ کوائف بھی بیان کر دیتا ہوں۔ اُس زمانے میں تو دو ایکڑ رقبہ مل گیا تھا لیکن اس کا یہ کُل پلاٹ، 4 ہزار 790 مربع میٹر ہے جو ایک ایکڑ سے کچھ زیادہ ہے اور اس پر جو رقبہ تعمیر کیا گیا ہے وہ ایک ہزار 8 مربع میٹر ہے۔ اسی طرح باوجود پابندیوں کے 13 میٹر مینارہ کی اجازت مل گئی۔ 168 مربع میٹر کے دو ہال ہیں یعنی کل 336 مربع میٹر کے مسجد کے ہال ہیں۔ اس میں 4 کمروں کا ایک فلیٹ ہے۔ اس کے علاوہ جو گھر بنائے گئے ہیں، ایک دو کمروں کا ہے۔ ایک کمرے کا گیسٹ ہاؤس شامل ہے۔ 4 دفتر ہیں۔ لائبریری ہے۔ کانفرنس کا کمرہ ہے اور بچوں کے لئے ایک چھوٹا سا پارک بنانے کا ان کا ارادہ ہے۔ تھوڑی سی پارکنگ بھی ہے۔ جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں اس کی مخالفت بھی یہاں بہت ہوئی لیکن آہستہ آہستہ لگتا ہے مخالفت اب ٹھنڈی پڑتی جا رہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ایک وقت آئے گا کہ خود ہی ٹھنڈی ہو جائے گی جب یہاں سے انشاء اللہ تعالیٰ امن، پیار اور محبت کا پیغام دنیا میں ہر طرف پھیلے گا۔

یہ بھی ایک عجیب اتفاق ہے کہ آج جب دنیا دوبارہ اقتصادی بحران کا شکار ہے۔ مہنگائی یورپ میں بھی بڑھ رہی ہے لیکن ایک تو یہ ہے کہ اس مہنگائی کے باوجود اللہ تعالیٰ نے لجنہ کو توفیق دی کہ انہوں نے جو قربانی کی وہ رنگ لائے اور پھل لائے اور اس کا نتیجہ ہم آج دیکھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب قربانی کرنے والیوں کو بے انتہا جزا دے۔ ان سب کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت ڈالے۔ یہ نظارے ہمیں دنیا میں ہر جگہ نظر آتے ہیں۔ اس طرح بڑھ چڑھ کر احمدی قربانیاں کر رہے ہوتے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ یہ بھی عجیب اتفاق ہے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ 1923ء میں برلن کی مسجد کی تعمیر شروع کی گئی تھی تو خوفناک اقتصادی بحران کا شکار ہونے کی وجہ سے تعمیر نہیں ہو سکی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں اپنے مسیح کی جماعت کو اس انعام سے نوازنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس لئے جو آج کل دنیا میں اقتصادی حالات ہو رہے ہیں ان حالات سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے مسجد کی تعمیر کی توفیق بھی عطا فرما دی اور مکمل بھی ہو گئی۔ باوجود تمام اقتصادی حالات کے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جس جذبہ سے احمدی قربانی کرتے ہیں مجھے امید ہے اللہ تعالیٰ انشاء اللہ احمدیوں کے روپے میں ہمیشہ برکت ڈالتا رہے گا۔ کسی نے مجھے بتایا کہ جب انہوں نے اپنے ریٹرن (Return) داخل کرائے تو ٹیکس کے محکمہ والے اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں تھے کہ تمہارے گھر کا خرچہ تمہارے چندے سے کم کس طرح ہو سکتا ہے۔ تو ایسے لوگ بھی ہیں جن کے گھر کے خرچ ان کے چندوں کی ادائیگی سے کم ہیں۔ پس یہ وہ روح ہے جو ہر جگہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے والی ہے کہ اپنے خرچ کم کر کے بھی قربانی کرنی ہے۔ اس روح کو قائم رکھنا اور قربانی کی توفیق ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ہر احمدی کا فرض ہے۔ حقیقی مومن کبھی اس رُوح کو نہ مرنے دیتا، نہ اس پر فخر کرتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو اس نے آپ پر کیا اس پر اس کے آگے جھکتے چلے جائیں اور خود بھی اس مسجد کی تعمیر کا حق ادا کریں اور اپنی نسلوں کی بھی اس رنگ میں تربیت کریں کہ وہ مسجد کا حق ادا کرنے والی ہوں۔ احمدی عورتوں کو خاص طور پر آج اس حوالے سے یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جو قربانی انہوں نے کی ہے اس کا فائدہ تبھی ہو گا جب اس سے ہمیشہ فیض اٹھاتے چلے جانے کی کوشش کریں گی اور وہ کوشش تبھی کامیاب ہو گی جب اپنے بچوں کی تربیت اس نہج پر کریں گی جس کی تلقین خدا تعالیٰ نے ہمیں فرمائی ہے اور ان کا مسجد سے تعلق جوڑیں گی۔

اسی طرح مرد بھی یاد رکھیں کہ عورتوں نے اس مسجد کی تعمیر سے جو احسان آپ پر کیا ہے اس کا حق اسی طرح ادا ہو سکتا ہے۔ بہت سارے مرد کہیں گے کہ پیسے تو ہم سے ہی لئے تھے، بے شک لئے ہوں گے لیکن پھر دینا بھی بڑی قربانی ہے۔ بہرحال اس کا حق اس طرح ادا ہو سکتا ہے، احسان کا بدلہ تب اثر کر سکتا ہے جب آپ مسجد کا حق ادا کرنے والے ہوں گے۔

برلن کی مسجد کی تعمیر نے یہ سبق بھی آپ کو دیا ہے کہ عورتوں کی یہ خواہش ہے کہ ان کے مرد عبادت

گزار ہوں اور اگر ان کے بس میں ہوتو وہ ہر جگہ آپ کو مسجد بنا کر دیں۔ جب مَیں کینیڈا گیا تو کینیڈا کی لجنہ نے ایک ملین ڈالر کی قربانی دی کہ اس سے مسجد بنا دیں۔ لیکن زائد بھی خرچ ہوگا تو کہتی ہیں بہرحال ہم دیں گی۔ ایسی قربانیاں ہر جگہ نظر آتی ہیں۔ مسجدوں میں آنے کی فرضیت تو مردوں کے لئے ہے۔ عورتوں کا تو اگر دل چاہے تو جمعہ پر آنا ہے نہیں تو نہیں آنا۔ یا پھر اگر کوئی اپنا فنکشن ہوا تو اس پر کبھی کبھار یہاں آنا ہے۔ پس مساجد کی تعمیر کے لئے عورتوں کی قربانی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے قربانی کرتی ہیں اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ میری یہ سوچ صرف خوش فہمی پہ مبنی نہ ہو بلکہ عورتیں اپنے بچوں کی بقا اور اپنے مردوں کا خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کے لئے جو قربانیاں کر رہی ہیں وہ اسی سوچ کے ساتھ ہوں اور یہ سوچ پھر یقیناً عورتوں کے لئے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ بنے گی۔

جو آیات مَیں نے تلاوت کی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ کی مساجد تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور یوم آخرت پر اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور اللہ کے سوا کسی سے خوف نہ کھائے۔ پس قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت یافتہ لوگوں میں شمار کئے جائیں گے۔ پھر اسی سورۃ توبہ کی 71 ویں آیت ہے کہ مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں وہ اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ ضرور رحم کرے گا یقیناً اللہ کامل غلبہ والا بہت حکمت والا ہے۔

پس اب اس مسجد کی تعمیر کے بعد مرد بھی اور عورتیں بھی اس انتہائی اہم کام کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ اپنا بھی تعلق مسجد کے ساتھ جوڑیں اور اپنی اولادوں کا بھی تعلق مسجد کے ساتھ جوڑیں۔ کیونکہ یہی خدا تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان لانے والوں کی نشانی ہے۔ اور ایمان کیا ہے؟ یا حقیقی مومن کون ہے؟ اس کی گہرائی میں جب ہم جائیں تو خوف سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ کیا ہمارا ایمان اس قابل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حقیقی ایمان کہلا سکے؟ یا کیا ہم حقیقی مومن کے زُمرے میں آتے ہیں؟ ہم پر خدا تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ اس زمانہ میں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل کیا جنہوں نے قدم قدم پر ہماری راہنمائی فرمائی۔ ہمیں سیدھے راستے پر رکھنے اور حقیقی مومن بننے کے لئے بے شمار اور مختلف ذریعوں سے ہماری راہنمائی فرمائی۔

ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اعمال ان کے ایمان پر گواہی دیتے ہیں۔ جن کے دل پر ایمان لکھا جاتا ہے اور جو اپنے خدا اور اس کی رضا کو ہر ایک چیز پر مقدم کر لیتے ہیں اور تقویٰ کی باریک اور تنگ راہوں کو خدا کے لئے اختیار کرتے ہیں اور اس کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں اور ہر ایک چیز جو بُت کی طرح خدا سے روکتی ہے خواہ وہ اخلاقی حالت ہو یا اعمال فاسقانہ ہوں یا غفلت اور کسل ہو سب سے اپنے تئیں دور تر لے جاتے ہیں۔

پس یہ وہ ایمان ہے جو ہمیں کامل الایمان بنائے گا۔ فاسقانہ اعمال کے بارے میں تو کسی احمدی کے متعلق سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ لیکن اگر ہمارے اخلاق میں ادنیٰ سی بھی کمزوری ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک ہمیں اپنی حالت کی طرف توجہ کرنی چاہئے کہ یہ ہمارے ایمان میں کمزوری پیدا کر سکتی ہے۔ لیکن ہمارا ہر عمل اور فعل اگر خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے تو پھر ہم امید رکھ سکتے ہیں کہ ہماری یہ کمزوریاں بھی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے دور فرماتا چلا جائے گا اور یہی بات پھر ایمان میں مضبوطی بھی پیدا کرتی ہے۔ ہم اگر آپس کے روزمرہ کے تعلقات نبھا رہے ہیں، خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک دوسرے کے حق ادا کر رہے ہیں تو یہ باتیں ہمارے ایمان میں اضافے کا باعث بنانے والی ہوں گی۔ پس ان معیاروں کو حاصل کرنے کی ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے۔ بعض دفعہ بعض عمل جان بوجھ کر ایک انسان نہیں کرتا لیکن غفلت اور سستی راہ میں حائل ہو جاتی ہے۔ اس میں عبادت کی ادائیگی میں کمزوری بھی ہے اور دوسری ایسی باتیں بھی ہیں جو خدا تعالیٰ کو ناپسند ہیں جن کے بارے میں خدا تعالیٰ نے ہمیں تنبیہ فرمائی ہے کہ یہ تمہارے فرائض ہیں، انہیں پورا کرو۔ اگر انسان لاپرواہی اور غفلت کی وجہ سے انہیں پورا نہیں کرتا تو آہستہ آہستہ یہ چیزیں پھر ایمان کی کمزوری اور شرک کی طرف لے جاتی ہیں۔

پس ایک احمدی کو ہر قسم کے حقوق کی ادائیگی کے لئے ہر وقت اپنے جائزے لیتے رہنا چاہئے۔ کیونکہ کسی بھی قسم کی نیکی سے جن کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے غفلت برتنا یا ان کے کرنے میں سستی دکھانا مومن کا شیوہ نہیں ہے۔ اس پہلی آیت میں جو مَیں نے پڑھی جو سورۃ توبہ کی آیت 18 ہے، اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ پر ایمان کامل ہو اور یوم آخر پر بھی۔ اور یوم آخرت کے بارہ میں ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ''آج میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ قرآن شریف کی وحی اور اس سے پہلے وحی پر ایمان لانے کا ذکر تو قرآن شریف میں موجود ہے ہماری وحی پر ایمان لانے کا ذکر کیوں نہیں؟ اور اسی امر پر توجہ کر رہا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور القاء کے یکا یک میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ آیہ کریمہ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآاُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ میں تینوں وحیوں کا ذکر ہے۔ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ سے قرآن شریف کی وحی، اور مَآاُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ سے انبیاء سابقین کی وحی اور اٰخِرَۃ سے مراد مسیح موعود کی وحی ہے''۔ آخرت کے معنی ہیں پیچھے آنے والا۔ آپ فرماتے ہیں: ''آخرت کے معنی ہیں پیچھے آنے والی۔ وہ پیچھے آنے والی چیز کیا ہے؟ ...... یہاں پیچھے آنے والی چیز سے مراد وہ وحی ہے جو قرآن کریم کے بعد نازل ہوگی کیونکہ اس سے پہلے وحیوں کا ذکر ہے''۔

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول سورۃ البقرۃ زیر آیت نمبر 5)

آخرت کا مطلب بے شک جزا سزا کا دن بھی ہے اور یہ مطلب خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہوا ہے۔ لیکن جو وضاحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے زمانے اور اپنی وحیوں سے تعلق میں بتائی ہے وہ یہاں بھی صادق آتی ہے۔ کیونکہ اس زمانہ میں مساجد تو بہت بن رہی ہیں لیکن حقیقی مساجد آباد کرنے والے وہی ہوں گے جو مسیح موعود کو ماننے والے ہوں گے۔ کیونکہ ایمان کی طرف صحیح راہنمائی بھی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی کرنی ہے۔ خدا اور آنحضرت ﷺ سے تعلق مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی جوڑنا ہے۔

پس جہاں ہمیں یہ بات تسلّی دلاتی ہے کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت ہی مسجدوں کی تعمیر اور آبادی کا حقیقی حق ادا کرنے والی ہے وہاں ایک خوف بھی پیدا ہو جاتا ہے کہ صرف ایمان لا کر اور مسجد تعمیر کر کے ہی حق ادا ہو جاتا ہے؟ یا کچھ اور بھی کام کرنے والے ہیں۔ اور ان کاموں کی طرف اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے حکم فرما دیا کہ نماز قائم کرو اور نماز قائم کرنے کے لئے جو دوسری جگہ وضاحت بیان فرمائی ہے اس میں فرمایا کہ پانچ وقت کی نمازیں پڑھنا ہے اور باجماعت نماز پڑھنا ہے۔ پس ایک تو یہ بات یاد رکھنے والی ہے کہ مسجدوں کا حسن ان کی آبادی سے ہے اور ان کی آبادی پانچ وقت مسجد میں آنے سے ہے۔

اب یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ اس کی آبادی کے لئے قیام نماز ہو۔ یہاں کے مقامی لوگوں کو جو جرمن ہیں یہی شکوہ ہے کہ یہاں تو آپ کی اتنی تعداد نہیں ہے پھر مسجد اس علاقہ میں بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ تو ان لوگوں کا یہ شکوہ بھی اس طرح دور ہو سکتا ہے کہ جب ان کو پتہ لگے کہ یہ احمدی ہیں اور وہ لوگ ہیں جو اپنے ایمان کی مضبوطی کے لئے ایک خدا کے آگے جھکنے کے لئے باقاعدہ مسجد میں آتے ہیں۔ انہوں نے عمارت صرف دکھانے کے لئے نہیں بنائی بلکہ ایک خدا کی عبادت کرنے کے لئے اس جگہ اس عمارت کو کھڑا کیا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اپنے مال میں سے غریبوں کا بھی خیال رکھتے ہیں اور جماعت کی متفرق ضروریات بھی پوری کرتے ہیں۔ اس بات پر ان لوگوں کو بڑی حیرت ہوتی ہے کہ مالی قربانی کر کے مسجدیں بناتے ہیں۔ اس کا اخباروں میں ذکر بھی ہوا ہے کہ لجنہ کی قربانی سے یہ مسجد بنی ہے۔ اس کا مَیں نے پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ ٹیکس کے محکمے والوں کو یقین نہیں آتا کہ کس طرح تم لوگ کر سکتے ہو۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دنیا کو پتہ ہونا چاہئے کہ مسجدوں کی تعمیر و آبادی کے ساتھ مالی قربانی کی طرف توجہ پہلے سے بڑھتی ہے۔ کیوں بڑھتی ہے؟ اس لئے کہ ان کا کامل توکل خدا تعالیٰ پر ہوتا ہے جو مومن ہوتے ہیں۔ وہ کسی چیز سے خوف نہیں کھاتے۔ آج کل کے سودی مالی نظام چلانے والوں کی طرح انہیں یہ خوف لاحق نہیں کہ ہماری معاش کا کیا ہوگا۔ ہماری آمد کا کیا ہوگا۔ کیونکہ مومن کا ہر فعل خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اور اس کا خوف اور خشیت دل میں رکھتے ہوئے ہوتا ہے اور ہونا چاہئے۔ اس لئے یہ تسلی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق، اپنی خاطر کی گئی قربانی کو کئی سو گنا کر کے نوازتا ہے اور نوازے گا۔ اس لئے خوف کرنے کی ضرورت نہیں۔ دنیا کے اقتصادی حالات جیسے بھی ہوں احمدی ایک قربانی کے بعد دوسری قربانی کرنے کے لئے بغیر خوف کے تیار بیٹھا ہوتا ہے اور میرے سامنے کئی مثالیں ایسی ہیں، کئی ملکوں کی مثالیں ایسی ہیں جو غریب ملک ہیں لیکن قربانیاں دیتے چلے جا رہے ہیں اور ہر احمدی اپنا یہ عہد پورا کرتا ہے کہ جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہوں گا اور یہ اس لئے ہے کہ اُس کو خدا تعالیٰ نے ہدایت کا راستہ دکھاتے ہوئے مسیح و مہدی کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ کی 71 ویں آیت میں فرمایا کہ مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں اور دوست وہ ہوتے ہیں جو ایک دوسرے کے حقوق ادا کر رہے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے پہلی آیت میں مسجدوں کی آبادی انہی لوگوں سے بتائی ہے جو مومن ہیں اور مومن اخلاق میں بڑھنے والے اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے والے ہیں۔ اس دوستی سے یہ مراد نہیں کہ مرد عورتوں کی آپس میں دوستیاں ہو جائیں اور آپس کے حجاب اور پردے ختم ہو جائیں۔ بلکہ ایسے رشتے قائم ہوں جن کی بنیاد تقدس پر ہو۔ ایک دوسرے کے لئے قربانی دینے کے لئے تیار رہوں۔

اب یہ اخلاق کیا ہیں جن کا ایک مومن میں پایا جانا ضروری ہے؟ اس میں آپس کے تعلقات میں

محبت پیار اور بھائی چارے کو بڑھانا ہے۔ محبت پیار کے یہ تعلقات اس طرح بڑھ سکتے ہیں جب شکووں، شکایتوں اور نفرتوں کی تمام دیواریں گرادی جائیں۔ جب ہر ایک یہ ارادہ کرلے کہ ہم نے ادنیٰ سے ادنیٰ نیکی کرنے کی بھی کوشش کرنی ہے اور ہر قسم کی برائی سے بچنا ہے۔ ہم نے رشتوں کے حقوق ادا کرنے کی بھرپور کوشش کرنی ہے اور اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کے بعد ہم نے اس عظیم رشتہ کی قدر کرنی ہے جو اللہ تعالیٰ نے قائم فرمایا ہے۔ جو ایک احمدی کا احمدی کے ساتھ ہے اور رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کی عظیم مثال قائم کرنی ہے۔ ہم نے اپنے غریبوں کی مدد کرنی ہے اور اپنی امانتوں کے حق ادا کرنے ہیں۔ ذاتی لالچ اور مفاد ہمیں ایمان میں کمزوری دکھاتے ہوئے دوسروں کے حق مارنے پر مائل نہ کرے۔ ہمارا ایک دوسرے کی خاطر قربانی کا جذبہ ایسا ہونا چاہئے جس کے نمونے قرونِ اُولیٰ کے صحابہ میں نظر آتے ہیں جو اپنی آدھی جائیدادیں بانٹ دیا کرتے تھے۔ بدظنیوں کے خلاف جہاد کی صورت ہم میں سے ہر ایک میں نظر آنی چاہئے کہ بہت سے فتنہ وفساد اور آپس کی رنجشوں کی وجہ سے یہ بدظنیاں ہیں۔ سچائی کے وہ معیار ہمیں حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے کہ سچائی ہر جگہ، ہر موقع پر ہمارا طرہ امتیاز ہو۔ شکر گزاری کے جذبات ہم میں اس حد تک پیدا ہوجانے چاہئیں کہ ہر آن اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں نعمتوں میں اضافے کی نوید ملتی رہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق عفو اور درگزر ہمارا شیوہ بن جانا چاہئے۔ ہمارے عدل اور انصاف کے معیار ہر معاملے میں اتنے اونچے ہونے چاہئیں کہ وہ احسان کے راستوں سے گزرتے ہوئے اِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی کی بلندیوں کو چھوتے ہوئے بےنفس ہوکر اپنے اور غیروں کی خدمت پر مجبور کرنے والے ہوں۔ اپنے وعدوں کی پابندی ہمارا وہ خاصہ ہو جو ہماری پہچان بن جائے تاکہ آپس میں دوستیاں اور بھائی چارے بڑھتے چلے جائیں۔ دنیا بھی آنکھیں بند کرکے ہم پر اعتماد کرنے والی ہو۔ اپنے اور ایک دوسرے کے تقدس، عِصمت اور عزت کی حفاظت ہر وقت ہمارے پیش نظر رہے۔ مردوں عورتوں میں غضِ بصر کی عادت ہو اور یہ چیزیں اپنے کردار کا ہر احمدی لازمی حصہ بنالے۔ احمدی عورتیں اپنے لباس، پردے اور حجاب میں پوری پابندی کرنے والی ہوں۔ اس بارہ میں بہت کانشنس ہوں۔ ہمسایوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف ہر وقت توجہ رہے اور ہمسایہ صرف گھریلو ہمسایہ نہیں بلکہ سفر کرنے والے بھی ہمسائے ہیں۔ آپس میں کام کرنے والی جگہوں پہ رہنے والے بھی ہمسائے ہیں اور پھر افراد جماعت بھی خاندان اور ہمسائے کی شکل اختیار کر گئے ہیں۔ گویا تمام قسم کی اخلاقی کمزوریاں ہم میں دور ہوں گی تو ہم حق ادا کرنے والے ہوں گے اور عملی طور پر مومن کہلانے والے ہوں گے۔

پھر اس آیت میں نماز قائم کرنے کا حکم ہے۔ اس کی پہلے مَیں وضاحت کرچکا ہوں۔ زکوٰۃ دینے کا حکم ہے۔ اور ایسے ہی لوگ ہیں جو پھر اپنے اعمال اس طرح درست کرتے ہیں کہ جو درحقیقت حقیقی مومن کے اعمال ہونے چاہئیں کیونکہ یہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرنے والے ہیں۔ گویا اس آیت میں مومن کی یہ خصوصیات بیان کی گئی ہیں کہ وہ ایک دوسرے کے دوست کی حیثیت سے ایک دوسرے کا حق ادا کرتے ہیں۔ جماعت ایک مضبوط جسم بن کر رہتی ہے۔ وہ نیکیوں کا حکم دیتے ہیں۔ اور تیسری بات برائیوں سے بچتے ہیں۔ وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اور نیکیوں کا حکم دینے کے بارے میں دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم لوگ وہ امت ہو جو انسانوں کے فائدہ کے لئے نکالی گئی ہے۔ تم اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو۔ پھر ایمان کی نشانی یہی ہے کہ تمہارا فرض یہ بتایا گیا ہے کہ تم خیر اُمّت بنائے گئے ہو۔ اس لئے تمہارا فرض ہے کہ تمہارے سے صرف وہ اعمال سرزد ہوں جو نیکیوں کی طرف لے جانے والے ہیں اور کبھی ان چیزوں کے قریب نہ جاؤ جن کی اللہ تعالیٰ نے نہی فرمائی ہے۔ تبھی فائدہ ہوگا زمانے کے امام کی بیعت کا بھی۔ تبھی فائدہ ہوگا عبادت گاہوں کی تعمیر کا بھی۔

پھر چوتھی چیز یہ بتائی کہ وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ یعنی باقاعدگی سے نمازیں ادا کرنے والے ہیں جیسا کہ پہلے مَیں نے بتایا۔ اور باجماعت نمازیں ادا کرنے والے ہیں یا اس کی کوشش کرنے والے ہیں۔ پانچویں چیز زکوٰۃ اور مالی قربانیوں میں پیش پیش۔ اور چھٹی یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے والے ہیں اور پھر اس میں بڑھنے والے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اطاعت کا نتیجہ ہے کہ اس زمانہ کے امام کو ماننے کی نئے آنے والوں کو توفیق ملی اور جو ہمارے بڑے ہیں ان کو توفیق ملی۔ اس لحاظ سے اپنے بزرگوں کے لئے بھی دعائیں کریں جن کے باپ دادا نے احمدیت کو قبول کیا۔ ہر ترقی اور ہر نئی چیز اور ہر نیا انعام جو اللہ تعالیٰ ہمیں عطا فرماتا ہے وہ ان کو جو پرانے پیدائشی احمدی ہیں اس طرف توجہ دلانے والا ہونا چاہئے کہ یہ بھی ان کے بزرگوں کی نیکیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند آئیں جس کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے قبولیت کی توفیق دی اور آج ہم اس کے پھل کھا رہے ہیں۔ اس لحاظ سے ان کے لئے بھی دعائیں کرتے چلے جائیں تاکہ اگر وہ فوت ہوچکے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرتا چلا جائے۔

پھر آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو ان باتوں کے پابند ہیں وہ خدا تعالیٰ کا رحم حاصل کرنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرماتا چلا جائے گا اور جب اللہ تعالیٰ رحم فرماتا ہے تو اور زیادہ نوازتا چلا جاتا ہے۔

اللہ کرے کہ ہم میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کے رحم سے حصہ لیتا چلا جائے۔ اس مسجد کا حق ادا کرنے والا ہو اور یہاں کے لوگوں کی توجہ جو اس طرف پیدا ہو رہی ہے اور اخباروں اور میڈیا کے ذریعہ سے جو کوریج مل رہی ہے اور جو ملے گی، ابھی تک مجھے رپورٹ تو نہیں ملی کہ فنکشن پہ کیا کوریج تھی، بہرحال مجھے امید ہے انشاء اللہ ہوگی، تو اس سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہئے اور فائدہ یہی ہے کہ جو توقعات لوگوں کی ہم سے ہیں اور سب سے بڑھ کر جو توقعات اللہ تعالیٰ کی ایک مومن بندے سے ہیں ان کو پورا کرنے والے ہوں۔ پس ہمیشہ اس کوشش میں رہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس انعام سے فیض اٹھانے والے ہوں اور فیض تبھی اٹھا سکیں گے جب اپنی عبادتوں اور نیک اعمال کے نمونے قائم کریں گے۔ اپنی زندگیوں کو اسلام اور قرآن کے احکامات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں گے۔ اپنی نسلوں میں بھی اسلام اور احمدیت کی محبت پیدا کرتے چلے جائیں گے۔ انہیں حقیقی رنگ میں خدا اور رسول ﷺ کا اطاعت گزار بنائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

بینن (Benin) میں پاکپا اگبو کے مقام پر احمدیہ مسجد کا بابرکت افتتاح

(رپورٹ: ناصر احمد محمود طاہر۔ مبلغ سلسلہ بینن)

پاکپا اگبو نامی گاؤں بینن کے داسا شہر سے جانب شمال مشرق تقریباً تیس کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس علاقہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد 2004ء سے پہلے تک عیسائیت کا دور دورہ تھا۔ حضور انور کے دورہ کی برکت سے یہاں اسلام احمدیت کا نفوذ ہوا اور اس گاؤں میں بھی احمدیت آئی۔ امسال یہاں کے مبلغ سلسلہ قیصر محمود طاہر صاحب کی زیر نگرانی جماعت کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک مسجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔

17/اکتوبر 2008ء کو مکرم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ بینن نے خطبہ جمعہ کے ساتھ اس مسجد کا افتتاح کیا۔ خطبہ میں مکرم امیر صاحب نے اسلام احمدیت میں مساجد کی تعمیر کی غرض وغایت بیان کی اور احباب جماعت کو تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے عمدہ مثال بننے کی تلقین کی۔

افتتاح کے موقع پر گردونواح کے 14 دیہات سے 85 کے قریب عہدیداران جماعت وقائدین مجالس تشریف لائے۔ اسی طرح اس گاؤں کے چیف، ان کی کابینہ کے ممبران نیز گاؤں کے احمدی وغیر احمدی احباب سمیت کل 150 کی حاضری تھی۔

نماز جمعہ وافتتاح کے بعد مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ نے قائدین مجالس کے ساتھ ایک میٹنگ کی اور اس کے بعد احباب کو کھانا پیش کیا گیا۔

جب جماعت احمدیہ نے یہ مسجد بنانی شروع کی تو اس علاقہ کے مُلّاں حضرات جو کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورۂ بینن 2008ء کے بعد سے مخالفت میں خوب سرگرم ہیں اکٹھے ہوکر وقتاً فوقتاً اس گاؤں آنے لگے اور معصوم نومبائعین کو ڈرانے دھمکانے کے ساتھ ساتھ جماعت کے خلاف غلط عقائد بیان کرکے احمدیت سے منکر ہوجانے پر اصرار کرنے لگے۔ اور کئی مرتبہ صدر صاحب جماعت سے آکر کہا کہ تم احمدیت سے انکار کردو اور مسجد نہ بننے دو۔ ہم سے جتنے پیسے لینے ہیں لے لو، ہم تم کو مسجد بنادیتے ہیں تم احمدیت کی یہاں مسجد نہ بننے دو۔ مگر ہر بار اس مخلص نومبائع نے انہیں یہی جواب دیا کہ تم نے جو کرنا ہے کرلو۔ اس گاؤں میں اب تو صرف اور صرف جماعت احمدیہ کی ہی مسجد بنے گی۔ چنانچہ ان مُلّاؤں کی تمام تر کوششیں رائیگاں گئیں اور محض خدا کے فضلوں سے یہ مسجد تعمیر ہوئی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس مسجد کو ہمیشہ اپنے حقیقی عبادتگزار بندوں سے بھرا رکھے اور یہ مسجد اس علاقہ کے لئے توحید کا مرکز بنی رہے۔ آمین

SHAHEEN REISEN

قابل اعتماد — Authorised Agents — خوش اخلاق اسٹاف

ہمارے معزز کرم فرما دنیا بھر کے ہوائی سفر کے لئے انتہائی سستی OK ہوائی ٹکٹ حاصل کریں۔ نیز موسم بہار اور گرمیوں کی چھٹیوں کے لئے ANGEBOT سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے ہماری website پر Fluganfrage کو کلک کریں۔
اسی طرح UK سے جرمنی آنے والوں کے لئے Ferry کی انتہائی سستی ٹکٹ دستیاب ہے۔

Arshad Ahmad Shahbaz - Sales Exective

Fon: +44 (0) 6151-36 88 525   Web: ww.shaheenreisen.de
Address:Siemens str - 6 , 64289 Darmstadt - Germany
Bank details: Shaheen Reisen - Kontonr.: 934 116 466 - BLZ: 440 100 46 - Postbank Dortmund

بقیہ: رپورٹ دورہ فرانس از صفحہ نمبر 2

ابھی داخل نہیں مگر آپ کی جماعت کے بعض لوگوں کے حالات سے البتہ اندازہ لگاتا ہوں کہ اس جماعت کی تعلیم ضرور نیکی پر مشتمل ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ (النحل:129) ''یقیناً اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور احسان کرنے والے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ خداتعالیٰ بھی انسان کے اعمال کا روزنامچہ بناتا ہے۔ پس انسان کو بھی اپنے حالات کا ایک روزنامچہ تیار کرنا چاہئے اور اس میں غور کرنا چاہئے کہ نیکی میں کہاں تک آگے قدم رکھا ہے''۔ فرمایا کہ ''انسان اگر خدا کو ماننے والا اور اسی پر کامل ایمان رکھنے والا ہو تو کبھی ضائع نہیں کیا جاتا بلکہ اُس ایک کی خاطر لاکھوں جانیں بچائی جاتی ہیں''۔

پس آج ہم نے اپنے اعمال پر نظر رکھ کر اور اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے اپنے ساتھ دنیا کے لاکھوں بلکہ کروڑوں لوگوں کو زمینی اور سماوی آفات سے بچانا ہے اور اس کے ساتھ دنیا کو آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے لا کر اس دنیا میں بھی تباہ ہونے سے بچانا ہے اور آخرت کی آگ سے بھی بچنے کے راستے دکھانے ہیں۔ پس اسی بات پر خوش نہ ہو جائیں کہ ہم نے ایک مسجد بنالی۔ مومنین کا ترقی کی طرف اٹھنے والا ہر قدم اسے مزید ذمہ داریوں کا احساس دلاتا ہے اسے مزید ترقی کے راستوں کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ تقویٰ میں مزید ترقی کی طرف سے توجہ دلاتا ہے اور جوں جوں تقویٰ میں ترقی ہوتی جاتی ہے، ذمہ داری کا احساس بھی بڑھتا چلا جاتا ہے اور نیکیوں کو بجالانے کے لئے نئے سے نئے راستے بھی نظر آنے لگتے ہیں۔

پس یہ پہلا قدم تو آپ نے اٹھالیا کہ ایک مسجد بنالی لیکن اس کا اصل اجر تبھی ہمیں ملے گا جب یہ احساس رہے کہ ہمارا یہ عمل محض لِلّٰہ ہے، اللہ تعالیٰ کی خاطر ہے اور اس کا حق ہم نے ادا کرنا ہے اور جب یہ احساس ہوگا تو ہمارے تقویٰ کے معیار بھی بڑھتے چلے جائیں گے۔ ہماری عبادتیں بھی اللہ تعالیٰ کے لئے ہوں گی۔

آنحضرت ﷺ نے جب مسجد بنانے والوں کو یہ خوشخبری دی کہ مسجد بنانے والے کو ایسا ہی گھر جنت میں ملے گا تو ساتھ یہ بھی فرمایا یہ شرط لگائی کہ مسجد اللہ تعالیٰ کے لئے ہو تو اس کا اجر ہے اور جو مسجد اللہ کے لئے ہو اس میں انسان خالص ہو کر خداتعالیٰ کے لئے عبادت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مسجد کی تعمیر کر کے یا اس کے لئے کسی قسم کی قربانی کر کے اس میں فخر نہیں پیدا ہو جاتا بلکہ اس کا دل اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی خشیت میں مزید بڑھتا ہے اور وہ یہ دعا کر رہا ہوتا ہے کہ خداتعالیٰ اس کی اس حقیر قربانی کو قبول فرمائے۔ تقویٰ پر چلتے ہوئے وہ وہی باتیں کرنے کی کوشش کرتا ہے جو خداتعالیٰ کی پسندیدہ اور خدا کے بندوں کے لئے آسانی اور خوشی پیدا کرنے والی ہو نہ کہ تکلیف میں ڈالنے والی۔

پس آج جو آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس انعام پر شکر گزاری کا اظہار کرنا ہے یا کر رہے ہیں تو اس کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ تقویٰ میں ترقی ہو اور ہماری عبادتیں اور ہمارے سب عمل خداتعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہوں اور یہی چیز خداتعالیٰ کو پسند ہے۔ جو آیت مَیں نے تلاوت کی ہے، اس میں خداتعالیٰ نے اس بات کی طرف راہنمائی فرمائی ہے کہ انسان کو تقویٰ کو ہر چیز پر مقدم رکھنا چاہئے۔ خداتعالیٰ نے یہاں لباس کی مثال دی ہے کہ لباس کی دو خصوصیات ہیں۔ پہلی یہ کہ لباس تمہاری کمزوریوں کو ڈھانکتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ زینت کے طور پر ہے۔ کمزوریوں کے ڈھانکنے میں جسمانی نقائص اور کمزوریاں بھی ہیں، بعض لوگوں کے ایسے لباس ہوتے ہیں جس سے ان کے بعض نقص چھپ جاتے ہیں۔ موسموں کی شدت کی وجہ سے جو انسان پر اثرات مرتب ہوتے ہیں ان سے بچاؤ بھی ہے اور پھر خوبصورت لباس اور اچھا لباس انسان کی شخصیت بھی اجاگر کرتا ہے۔ لیکن آج کل ان ملکوں میں خاص طور پر اس ملک میں بھی عموماً تو سارے یورپ میں ہی ہے لباس کے فیشن کو ان لوگوں نے اتنا بیہودہ اور لغو کر دیا ہے خاص طور پر عورتوں کے لباس کو کہ اس کے ذریعہ اپنا ننگ لوگوں پر ظاہر کرنا زینت سمجھا جاتا ہے اور گرمیوں میں تو یہ لباس بالکل ہی ننگا ہو جاتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لباس کے یہ دو مقاصد ہیں ان کو پورا کرو۔ اور پھر تقویٰ کے لباس کو بہترین قرار دے کر توجہ دلائی، اس طرف توجہ پھیری کہ ظاہری لباس تو ان دو مقاصد کے لئے ہیں۔ لیکن تقویٰ سے دور چلے جانے کی وجہ سے یہ مقصد بھی تم پورے نہیں کرتے اس لئے دنیاوی لباسوں کو اس لباس سے مشروط ہونا چاہئے جو خداتعالیٰ کو پسند ہے اور خداتعالیٰ کے نزدیک بہترین لباس تقویٰ کا لباس ہے۔ یہاں لفظ رِیْش استعمال ہوا ہے۔ اس کے معنی ہیں پرندوں کے پَر جنہوں نے انہیں ڈھانک کر خوبصورت بنایا ہوتا ہے۔ وہی پرندہ جو اپنے اوپر پروں کے ساتھ خوبصورت لگ رہا ہوتا ہے اس کے پَر نوچ دیں یا کسی بیماری کی وجہ سے وہ پَر جھڑ جائیں تو وہ پرندہ انتہائی کراہت انگیز لگتا ہے۔

پھر اس کا مطلب لباس بھی ہے اور خوبصورت لباس ہے۔ لیکن بدقسمتی سے آج کل خوبصورت لباس کی تعریف ننگا لباس کی جانے لگ گئی ہے اور اس میں مردوں کا زیادہ قصور ہے کہ انہوں نے عورت کو اس کی کھلی چھٹی دی ہوئی ہے اور عورتیں بھی اپنی حیا اور تقدس کو بھول گئی ہیں اور ہماری بعض مسلمان عورتیں بھی اور احمدی بھی اِکّا دُکّا متاثر ہو جاتی ہیں۔ پردے اور حجاب جب اترتے ہیں تو اس کے بعد پھر اگلے قدم ننگے لباسوں میں آجاتے ہیں۔ پس اپنے تقدس کو ہر عورت کو قائم رکھنا چاہئے۔ کل ہی مجھ سے ایک نئے احمدی دوست نے سوال کیا کہ اس معاشرے میں جہاں ہم رہ رہے ہیں بہت ساری برائیاں بھی ہیں ننگے لباس بھی ہیں تو ہم کس طرح اپنی بیٹیوں کو معاشرے کے اثرات سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ تو مَیں نے انہیں یہی کہا تھا کہ بچپن سے ہی بچوں میں اپنی ذات کا تقدس پیدا کریں انہیں احساس ہو کہ وہ کون ہیں۔ خداتعالیٰ ان سے کیا چاہتا ہے؟ اور پھر بڑی عمر سے ہی نہیں بلکہ پانچ چھ سال کی عمر سے ہی انہیں لباس کے بارے میں بتائیں کہ تمہارے اردگرد معاشرے میں جو چاہے لباس ہو لیکن تمہارے لباس اس لئے دوسروں سے مختلف ہونے چاہئیں کہ تم احمدی ہو۔ اور دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کو وہی لباس پسند ہے جن سے ننگ ڈھکا ہو۔ ان کے اندر کی نیک فطرت کو ابھاریں کہ انہوں نے ہر کام خداتعالیٰ کی خاطر کرنا ہے۔ تو آہستہ آہستہ بڑے ہونے تک ان کے ذہنوں میں یہ بات پختہ اور راسخ ہو جائے گی۔

اسی طرح رِیْش کا مطلب دولت بھی ہے اور زندگی گزارنے کے وسائل بھی ہیں۔ یہاں بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اس کے لئے بھی تقویٰ ضروری ہے، زندگی کی سہولیات حاصل کرنے کے لئے کوئی غلط کام نہیں کرنا، غلط ذریعہ سے دولت نہیں کمانی۔ ناجائز کاروبار نہیں کرنا، حکومت کا ٹیکس چوری نہیں کرنا۔ اس طرح کی دولت سے تم اگر چوری کرتے ہو تو ظاہراً تو شاید عارضی طور پر خوبصورت گھر بنالو لیکن تقویٰ سے دُور چلے جاؤ گے۔ اس لئے خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری کمزوریوں کو ڈھانکنے کے لئے اور تمہاری زینت کے لئے جو جائز اسباب تمہارے لئے میسر کئے ہیں۔ ان کو استعمال میں لانا ضروری ہے۔ لیکن ہمیشہ یاد رکھو کہ لباس تقویٰ ہی اصل چیز ہے۔ اس کی طرف اگر تمہاری نظر رہے گی تو ظاہری لباس، رکھ رکھاؤ اور زینت کے لئے بھی تم اس طرح عمل کرو گے جس طرح خداتعالیٰ کا حکم ہے اور جس طرح تمہارے باپ آدم نے اپنے آپ کو ڈھانکنے کی کوشش کی تھی جب شیطان نے اسے بہکایا تھا۔ پس آدم کی اولاد کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف، اس کی خشیت اور تقویٰ ہر وقت پیش نظر رہے گا اور استغفار اور توبہ اور دعاؤں سے اس کی حفاظت کی کوشش کرتے رہو گے تو دنیا میں جو بے انتہا لغویات ہیں ان سے بھی بچ کر رہو گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ''خداتعالیٰ نے قرآن شریف میں تقویٰ کو لباس کے نام سے موسوم کیا ہے، چنانچہ لِبَاسُ التَّقْوٰی قرآن شریف کا لفظ ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ روحانی خوبصورتی اور روحانی زینت تقویٰ سے ہی پیدا ہوتی ہے اور تقویٰ یہ ہے کہ انسان خداتعالیٰ کی تمام امانتوں اور ایمانی عہد اور ایسا ہی مخلوق کی تمام امانتوں اور عہد کی حتی الوسع رعایت رکھے۔ یعنی ان کے دقیق در دقیق پہلوؤں پر تا بمقدور کاربند ہو جائے''۔ (یعنی گہرے سے گہرے مطلب باریک مطلب کو تلاش کرے اور پھر عمل کرنے کی کوشش کرے)۔

آپؑ فرماتے ہیں: ''ہماری جماعت کو لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ہر ایک ان میں سے تقویٰ کی راہوں پر قدم مارے تا کہ قبولیت دعا کا سرور اور حظ حاصل کرے اور زیادتی ایمان کا حصہ لے''۔

پس یہ کم از کم معیار ہے جو ہمارا ہونا چاہئے کہ تقویٰ کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا ہے کہ ہماری زینت ظاہری لباسوں، دولت کو جمع کرنے یا اعلیٰ گھر بنانے اور ان کو صرف سجانے میں نہیں ہے بلکہ اصل زینت جو روحانی زینت ہے۔ اس لباس سے ہے جو تقویٰ کا لباس ہے اور یہی ایک احمدی کا مطمح نظر ہونا چاہئے۔ اور یہ لباسِ تقویٰ کس طرح حاصل کیا جا سکتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ''اللہ سے کئے گئے عہد کا پورا حق ادا کرتے ہوئے اور بندوں کے حقوق بھی صحیح طرح ادا کرو''۔

ایک احمدی کے لئے یہ حق ادا کرنے کا کیا طریق ہے، اس کے لئے ہمارے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شرائط بیعت کی صورت میں لائحہ عمل رکھ دیا ہے۔ ہم نے یہ عہد بھی کیا ہے کہ ہم ان شرائط کے پابند رہنے کی حتی الوسع کوشش بھی کرتے رہیں گے۔ تو اس پہ پھر کوشش کرنی چاہئے۔ پہلی شرط مختصراً مَیں بتا دیتا ہوں۔ یہ کہ کسی بھی حال میں شرک نہیں کرنا۔ اب شرک ظاہری بھی ہے اور مخفی بھی ہے۔ روزمرہ کی بہت سی مصروفیات ہمیں خداتعالیٰ کی عبادت سے غافل کر دیتی ہیں۔ لیکن ہمیشہ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہماری اصل زینت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہے۔ ہمارا حقیقی مفاد اس میں ہے کہ ہم ان مخفی شرکوں سے بچیں جو آئے دن ہمارے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

پھر دوسری شرط میں تمام وہ برائیاں آ گئیں جو انسان کو روزمرہ کے معاملات میں پیش آتی رہتی ہیں اور ایک مومن کا ان سے بچنا انتہائی ضروری ہے۔ یعنی جھوٹ ہے، بدنظری ہے، زنا ہے۔ اب زنا صرف یہی نہیں کہ ضرور عملی طور پر زنا کیا جائے، گندے خیالات کا ذہن میں بار بار آنا اور ان سے ذہنی حظ اٹھانا بھی ایک زنا کی قسم ہے۔ پھر فسق و فجور ہے۔ ہر ایسی حرکت جس سے معاشرے میں فتنہ و فساد پھیلے فسق و فجور میں شامل ہیں۔ ظلم ہے، خیانت ہے، فساد ہے، بغاوت ہے، چاہے وہ حکومتی نظام کے خلاف ہو، چاہے جماعتی نظام سے متعلق باتیں کی جائیں۔ اس کے علاوہ غلط باتوں کے لئے بھی جب بھی نفس کسی بھی انسان کو ابھارے اس سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ ہم نے عہد کیا ہے کہ ہم بچیں گے۔

پھر تیسری شرط میں پانچ وقت کی نمازیں ہیں۔ اللہ اور رسول ﷺ کے حکم کے مطابق ان کو ادا کرنا ہے اور اب مسجد کی تعمیر کے بعد تو خاص طور پر آپ کو اس بات کی یاددہانی ہوتی رہنی چاہئے اور پھر تقویٰ میں بڑھنے کے لئے صرف فرض نمازیں ہی نہیں۔ فرمایا کہ تہجد پڑھنے کی طرف بھی توجہ ہو، آنحضرت ﷺ کی طرف درود بھیجنے کی طرف بھی توجہ رہے کیونکہ ہماری دعاؤں کی قبولیت کے لئے اللہ تعالیٰ نے وسیلہ آنحضرت ﷺ کی ذات کو بنایا ہے اگر درُود نہیں تو دعائیں بھی بے فائدہ ہیں اور یہی ذریعہ ہے جس سے ہماری تبلیغ بھی کامیابی کی منزلیں طے کرے گی۔ یہ درُود ہی ہے جو ہماری روحانی حالتوں کو ترقی کی طرف لے جائے گا۔ پھر استغفار میں باقاعدگی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احسانوں پر اس کی حمد اور تعریف ہے۔

چوتھی شرط یہ کہ عام طور پر تمام انسانوں کو اللہ کے تمام بنی نوع انسان اور خاص طور پر مسلمانوں کو نفسانی جوشوں سے، جوش، غصے، اور غضب سے تکلیف نہیں پہنچانی۔ اگر اس پر عمل شروع ہو جائے تو تمام ذاتی رنجشیں دور ہو جائیں اور یہ دنیا بھی جنت نظیر بن جائے۔

پھر پانچویں شرط یہ کہ ہر حال میں خداتعالیٰ سے وفا کا تعلق رکھنا ہے۔ جو کچھ حالات ہو جائیں اللہ تعالیٰ سے تعلق نہیں چھوڑنا۔

چھٹی شرط یہ کہ تمام دنیاوی خواہشات کو ختم کر کے وہی عمل کرنا ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے۔

ساتویں بات یہ کہ تکبر اور خودپسندی کو مکمل طور پر ترک کرنا ہے۔ عاجزی اور دوسروں سے ہمیشہ نرمی اور خوش خلقی سے پیش آنا ہے۔

پھر ایک عہد یہ ہم نے کیا ہے کہ اسلام اور اسلام کی عزت اپنی جان، اپنے مال، اپنی اولاد سے زیادہ کریں گے۔

اور نویں بات یہ کہ اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ انسانیت کو فائدہ پہنچانے کی کوشش ہوگی۔

اور آخری بات یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کامل اطاعت کا تعلق ہوگا اور اس کے ساتھ محبت بھی ایسی ہوگی کہ کسی دوسرے رشتے میں وہ محبت نہ ہو۔

اور پھر اب آپ کے بعد یہ عہد خلافت احمدیہ کے ساتھ بھی ہے جو ہمیں نبھانا ہوگا کہ ہر معروف فیصلہ جو خلیفۂ وقت دے گا وہ مانوں گا۔ اور جب خلافت پر یقین ہے کہ یہ خداتعالیٰ کا انعام ہے تو خلافت کی طرف سے کیا گیا ہر فیصلہ قرآن و سنت کے مطابق اور معروف فیصلہ ہی ہوگا۔

پس مَیں نے مختصراً یہ ذکر کیا ہے اس عہد کا جو تقویٰ کی شرط ہے اور تقویٰ میں بڑھنے کے لئے ضروری ہے اور اس عہد کی تکمیل کرتے ہوئے جب ہم عبادت کے لئے مسجدوں میں جائیں گے جیسا کہ خداتعالیٰ نے ہمیں فرمایا ہے۔ کہ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ (سورۃ الاعراف: 32) کہ اے ابنائے آدم ہر مسجد میں اپنی زینت کے یعنی لباس تقویٰ کے ساتھ جایا کرو۔ اپنی زینت سے مراد تو یہی لباس تقویٰ ہے، جیسا کہ مَیں نے ترجمہ میں پڑھا ہے جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ اگر ہم ان شرائط پر غور کریں جو بیعت کی ہیں جن کا خلاصہ مَیں نے ابھی بیان کیا ہے اور جس پر پابندی کا ہم عہد کرتے ہیں اور ان پر عمل کرتے ہوئے جب ہم خداتعالیٰ کے حضور حاضر ہوں گے، جھکیں گے اور جھکنے کے لئے مسجدوں میں

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

جائیں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے والے بنیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’اگر بار بار اللہ کریم کا رحم چاہتے ہو تو تقویٰ اختیار کرو اور وہ سب باتیں جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والی ہیں چھوڑ دو۔ جب تک خوف الٰہی کی حالت نہ ہو تو تب تک حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتا۔ کوشش کرو کہ متقی بن جاؤ۔ جب وہ لوگ ہلاک ہونے لگتے ہیں جو تقویٰ اختیار نہیں کرتے تب وہ لوگ بچا لئے جاتے ہیں جو متقی ہوتے ہیں۔ انسان اپنی چالاکیوں، شرارتوں اور غداریوں کے ساتھ اگر بچنا چاہے تو ہرگز نہیں بچ سکتا‘‘۔ فرمایا ’’یاد رکھو کہ دعائیں منظور نہیں ہوں گی جب تک تم متقی نہ ہو اور تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ کی دو قسم ہیں ایک علم کے متعلق اور دوسرا عمل کے متعلق‘‘۔ فرمایا ’’علوم دین نہیں آتے اور حقائق و معارف نہیں کھلتے جب تک متقی نہ ہو‘‘۔ پس اپنی عبادتوں کی قبولیت کے لئے ہمیں تقویٰ پر قدم مارنا ہوگا۔ فرمایا اور عمل کے متعلق یہ ہے کہ نماز، روزہ اور دوسری عبادات اس وقت تک ناقص رہتی ہیں جب تک متقی نہ ہو۔ پس اپنی عبادتوں کی قبولیت کے لئے ہمیں تقویٰ پر قدم مارنا ہوگا اور تقویٰ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کئے گئے عہد اور امانتوں کو جب ہم پورا کریں گے۔ تب ہمارے اندر پیدا ہوگا اور بندوں سے کئے گئے عہد اور امانتیں بھی ہم نے پوری کرنی اور لوٹانی ہیں۔ تب ہم تقویٰ پر صحیح قدم مارنے والے ہوں گے۔ تب ہم ان راہوں پر چلنے والے ہوں گے جو خدا تعالیٰ کے قرب کی طرف لے جانے والی راہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتے ہوئے اپنی مسجدوں کا حق ادا کرنے والے ہوں گے اور مسجدوں کے حق ادا کرنے میں خالص ہو کر اس کی عبادت کرنے کے ساتھ اسلام کا پیغام پہنچانا بھی ہے۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی فرمایا کہ اس کے ذریعہ سے تبلیغ کے مواقع بھی پیدا ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو ان تمام برکات کا مورد بنائے جو اس مسجد سے وابستہ ہیں۔ نیکیوں اور اخلاص میں بڑھتا چلا جائے۔ آپس میں محبت، پیار اور بھائی چارے کی فضا کو قائم کرنے والے ہوں۔ عہدیدار بھی اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے عاجزی، انکساری، پیار اور اخلاص کے ساتھ اپنے فرائض ادا کرنے والے ہوں اور افراد جماعت بھی نظام جماعت کو سمجھتے ہوئے اطاعت کا نمونہ دکھائیں۔ اللہ تعالیٰ پرانے احمدیوں کا بھی خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق بڑھائے اور نئے آنے والے جن میں سے کافی تعداد میں کل میرے ساتھ اجتماعی ملاقات میں شامل تھے جن کے چہروں، باتوں اور عمل سے خلافت کے لئے وفا، اخلاص، پیار، گہرا تعلق اور اطاعت اور محبت پھوٹی پڑ رہی تھی اللہ تعالیٰ ان کے اس تعلق کو بھی مزید بڑھاتا چلا جائے۔ احمدیت کے لئے وہ مفید وجود بننے والے ہوں۔ تقویٰ میں ترقی کرنے والے ہوں۔

مجھے آنے سے پہلے ماجد صاحب (عبدالماجد طاہر صاحب) نے بتایا کہ 28 دسمبر 1984ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے دورہ فرانس کے دوران اپنے اس کشفی نظارے کا پہلی دفعہ ذکر کیا تھا جس میں گھڑی پر دس کے ہندسے کو چمکتے دیکھا تھا اور آپ کے ذہن میں اس کے ساتھ آیا تھا کہ یہ Friday the 10th کی تاریخ ہے۔ وقت نہیں ہے۔ تو آج بھی اتفاق سے یا اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے کہ Friday the 10th ہے اور فرانس کی پہلی مسجد کا افتتاح ہو رہا ہے۔ خدا کرے کہ وہ برکات جو Friday the 10th کے ساتھ وابستہ ہیں، جن کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو بھی خوشخبری دی گئی تھی اور اللہ تعالیٰ ایک بات کو کئی رنگ میں پورا فرماتا ہے اور کئی طریقوں سے ظاہر فرماتا ہے اللہ کرے کہ وہ اس مسجد کے ساتھ بھی وابستہ ہوں اور یہ مسجد جماعت کی ترقی کے لئے اس ملک میں ایک سنگ میل ثابت ہو۔

کئی صدیاں پہلے جو ہم تاریخ دیکھتے ہیں تو فرانس میں مسلمان سپین کے راستے داخل ہوئے تھے لیکن یہاں انہیں مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا اور دنیاداری بھی آ چکی تھی اور سرحدوں کے قریب کے علاقے سے ہی انہیں پسپا ہونا پڑا کیونکہ اس وقت دنیاداری بھی غالب آ رہی تھی روحانیت کم ہو رہی تھی، لیکن مسیح محمدی کو جو پیار اور محبت اور دعاؤں کا ہتھیار دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسا کارگر ہتھیار ہے جو دلوں کو گھائل کرنے والا ہے جس کو کبھی پسپا نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ یہ زخم ایسا ہے جو زندگی بخشتا ہے۔ پس یہاں کے احمدی اس بات کو بھی پیش نظر رکھیں کہ آپ مسیح محمدی کے غلاموں میں سے ہیں۔ اس دفعہ یہ حملہ جو دلوں کو جیتنے کے لئے ہے، باہر سے اندر کی طرف نہیں ہو رہا بلکہ فرانس کے مرکز سے تمام ملک میں کرنے کے اللہ تعالیٰ نے سامان آپ کو بہم پہنچائے ہیں۔ پس اس موقع کو ضائع نہ کریں اور اپنی عبادتوں اور اعلیٰ اخلاق اور تبلیغ کے معیار پہلے سے بہت بلند کر دیں تا کہ سعید فطرت لوگوں کو آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے جلد سے جلد لے آئیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ ثانیہ کے دوران فرمایا:

دو وفاتوں کی افسوسناک اطلاع ہے جن کے جنازے ابھی مَیں جمعہ کے بعد پڑھاؤں گا۔ ایک تو ہیں ہمارے مولانا بشیر احمد صاحب قمر جو صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے ناظر تعلیم القرآن و وقف عارضی تھے۔ ان کی کل 9/ اکتوبر کو وفات ہوئی ہے، آپ کی عمر 74 سال تھی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اور آخر وقت تک اللہ تعالیٰ نے ان کو خدمت کی توفیق دی، کچھ عرصہ پہلے یا چند دن پہلے ان کو انفیکشن ہوا۔ اس کے بعد نمونیہ ہو گیا تھا جو وفات کی وجہ بنا۔ آپ نے 1950ء میں اپنی زندگی وقف کی تھی۔ 1958ء میں شاہد کا امتحان پاس کیا اور پھر پاکستان میں، گھانا میں، فجی میں خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو 1999ء میں ناظر تعلیم القرآن مقرر کیا گیا تھا۔ بہت ساری خوبیوں کے مالک تھے، بہت سادہ مزاج تھے، افریقہ میں میرے ساتھ بھی رہے ہیں، مَیں نے دیکھا کہ افریقن لوگوں کے ساتھ بڑا پیار اور محبت کا سلوک تھا۔ بڑے انتھک محنتی اور اکیلے رہے اور کوئی شکوہ نہیں اور خود ہی کھانا پکا بھی لیتے تھے، مختصر سی خوراک، بڑے دعا گو، نیک اور متقی انسان تھے۔ وفات سے ایک دن پہلے انہوں نے مجھے اپنی صحت کے بارہ میں مختصر خط لکھا بڑے ٹوٹے ہوئے الفاظ میں اور ساتھ لکھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو نیک، مددگار اور تعاون کرنے والے لوگ ہمیشہ مہیا فرماتا رہے۔ بڑا درد تھا، بڑا اخلاص کا تعلق تھا اور بے نفس ہو کر خدمت کرنے والے انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ وہ ہمارے لندن میں جو وکیل اشاعت ہیں، نصیر احمد قمر صاحب، ان کے والد تھے۔ ان کا ایک اور بیٹا ہے جو سب سے چھوٹا ہے وہ صدر انجمن احمدیہ میں کارکن ہے مظفر احمد قمر۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو بھی صبر عطا فرمائے، ان کے تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔

دوسرے بھی ہمارے واقف زندگی مبلغ مکرم عبدالرشید رازی صاحب جو 29 ستمبر کو آسٹریلیا میں 76 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ بھی تحریک جدید میں اور آئیوری کوسٹ، تنزانیہ، فجی اور گھانا میں مبلغ کے طور پر کام کرتے رہے۔ بڑے سادہ مزاج آدمی تھے اور تقریباً سال پہلے ہی اپنے بیٹے کے پاس آسٹریلیا جا کر آباد ہونے کا خیال تھا۔ ابھی ان کا معاملہ پراسس میں ہی تھا کہ وفات ہو گئی۔ ان کو اچانک ایک کینسر ڈائیگنوز (Diagnose) ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے بھی درجات بلند فرمائے اور ان کے بیوی بچوں کو صبر اور حوصلہ دے۔ ان کی تدفین سڈنی میں ہی عمل میں آئی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ تین بجے ختم ہوا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جمعہ و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دونوں مرحومین مکرم بشیر احمد صاحب قمر اور مکرم عبدالرشید صاحب رازی کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

MTA نے فرانس کی سرزمین پر تعمیر ہونے والی اس پہلی مسجد میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس افتتاحی خطبہ جمعہ کو دنیا بھر میں Live نشر کیا۔

فرانس کے نیشنل ٹی وی F-3 ٹی وی France-24 نے خطبہ جمعہ کے بعض مناظر ریکارڈ کئے۔ اس موقع پر اخباری نمائندے اور جرنلسٹ بھی موجود تھے اور میئر صاحب بھی موجود رہے اور اپنا انٹرویو ریکارڈ کروایا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

فیملی ملاقاتیں

ساڑھے پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے دفتر تشریف لائے اور الجزائر اور دیگر ممالک سے تعلق رکھنے والی چھ فیملیز نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ ملاقاتوں کے بعد جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے دفتر سے باہر تشریف لائے تو صدر جماعت یونان (Greece) مکرم مشتاق احمد صاحب نے حضور انور سے مصافحہ کی سعادت حاصل کی۔ موصوف مسجد کی افتتاحی تقریب میں شرکت کے لئے آئے تھے۔

واقفین نو بچوں کی کلاس

پروگرام کے مطابق ساڑھے چھ بجے ’مسجد مبارک‘ میں واقفین نو بچوں کی کلاس حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شروع ہوئی۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم اسامہ چوہدری نے پیش کی اور اس کا اُردو ترجمہ پڑھا۔ فرنچ ترجمہ عزیزم اطہر کاہلوں نے پیش کیا۔ بعد ازاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام

اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار　　　اے میرے پیارے میرے محسن میرے پروردگار

عزیزم اسامہ ربانی نے خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا اور اس کا فرنچ ترجمہ عزیزم آصف بٹ نے پیش کیا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ کون کون سے لڑکے یونیورسٹی میں گئے ہیں اور کیا کر رہے ہیں۔ کون سے مضامین لئے ہیں۔

یونیورسٹی جانے والے ایک طالبعلم نے بتایا کہ وہ انجینئرنگ کر رہا ہے اور آئندہ الیکٹرانک کا پروگرام ہے۔ حضور انور نے اس سے دریافت فرمایا کہ کیا کرو گے؟ اس بچے نے جواب دیا کہ پڑھائی مکمل کر کے اپنا وقف جاری رکھوں گا۔

ایک طالبعلم نے بتایا کہ انگریزی زبان کی ڈگری میں پہلا سال ہے۔ اس کے بعد ٹیچر بھی بن سکتا ہوں اور ٹرانسلیٹر بھی بن سکتا ہوں۔

یونیورسٹی جانے والے ایک اور طالبعلم نے بتایا کہ یونیورسٹی کے تیسرے سال میں ہوں اور Law پڑھ رہا ہوں۔ اور ابھی ابتدائی مرحلہ ہے۔ حضور نے فرمایا کہ انٹرنیشنل لاء پڑھو۔ ایک اور طالبعلم نے بتایا کہ Law میں پہلا سال ہے۔ وکیل بننا چاہتا ہوں۔ وکیل بن کر جماعت کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ ایک طالبعلم نے بتایا کہ میڈیکل کالج میں پہلے سال میں ہوں۔ حضور نے فرمایا ٹھیک ہے۔

بعد ازاں حضور انور نے دریافت فرمایا کہ اگلے سال یونیورسٹی کون کون جا رہا ہے۔ اس پر ایک بچے نے ہاتھ کھڑا کیا۔ حضور نے فرمایا جا کر کیا کرو گے۔ اس بچے نے جواب دیا کہ اس کا ارادہ یونیورسٹی جا کر اکاؤنٹنگ کورس کرنے کا ہے۔

ایک اور بچے نے بتایا کہ اس وقت سائنس انجینئرنگ میں ہوں۔ فنانس کے شعبہ میں جانا چاہتا ہوں۔ حضور انور نے اس بچے کو فرمایا کہ سول انجینئرنگ کرو۔ اکاؤنٹنگ میں دو کافی ہیں۔

ایک طالبعلم نے بتایا کہ میڈیکل کے پہلے سال میں ہوں۔ ایک اور نے بتایا کہ انجینئرنگ کے پہلے سال میں ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جو واقفین نو بچے کالج یا یونیورسٹی جا رہے ہیں وہ اپنے دو تین مضامین کا Choice بتا کر پہلے پوچھ لیا کریں کہ یہ یہ مضامین پسند ہیں ان میں سے ہم کونسا مضمون اختیار کریں۔

حضور انور نے دریافت فرمایا کہ جامعہ جانے والا کون ہے۔ جس پر ایک طالبعلم نے بتایا کہ آئندہ سال جامعہ میں جانا ہے اور جرمنی جامعہ میں جاؤں گا۔ ایک اور طالبعلم نے بتایا کہ اس کا بھی آئندہ سال جامعہ جانے کا پروگرام ہے۔

حضور ایدہ اللہ کے دریافت فرمانے پر عرض کیا گیا کہ اس وقت فرانس سے ایک طالبعلم جامعہ یو کے کے پہلے سال میں تعلیم حاصل کر رہا ہے۔

ایک طالبعلم نے حضور انور سے دریافت کیا کہ اس وقت میڈیکل کے پہلے سال میں ہوں۔ آگے جا کر کون سی لائن اختیار کروں۔ سرجری، کارڈیالوجی یا میڈیسن میں سپیشلائزیشن کروں؟ حضور انور نے فرمایا کہ ابھی تو آغاز ہے جب وقت آئے گا تو اس وقت پوچھنا۔

ایک بچے نے حضور انور سے دریافت کیا کہ آئندہ سال یونیورسٹی جانا ہے۔ Law کروں یا اکنامکس کا کورس لوں۔ حضور انور نے فرمایا اکنامکس پڑھ لو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان تمام بچوں سے دریافت فرمایا جو پندرہ سال سے اوپر تھے کہ کیا انہوں نے باقاعدہ اپنے وقف کے فارم پُر کر دئے ہیں۔ فرمایا۔ جس نے ابھی تک اپنا وقف فارم پُر نہیں کیا اگر وقف میں رہنا چاہتا ہے تو اپنا فارم پُر کرے۔ جس نے نہیں رہنا وہ بتا دے کہ ہم نے نہیں رہنا۔

کلاس کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تمام بچوں کو تحائف عطا فرمائے۔

چھ بج کر 45 منٹ پر یہ کلاس اپنے اختتام کو پہنچی۔

(باقی آئندہ)

بقیہ:رپورٹ دورہ جرمنی از صفحہ نمبر 16

کیا تھے، اب آپ کی مصروفیت کیا ہے۔ مشغلہ کیا ہے اور آپ کونسی کھیل پسند کرتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ مَیں خلیفہ بننے سے قبل پاکستان میں جماعت کی سنٹرل باڈی کا ہیڈ تھا۔ ایک عام آدمی تھا۔ میرے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ مَیں خلیفہ بنوں گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا تھا کہ منصب خلافت کی جو ذمہ داری ہے کوئی Saint Person خلیفہ بننے کے بارہ میں سوچ بھی نہیں سکتا۔

حضور انور نے اپنی مصروفیت کے حوالہ سے بتایا کہ صبح سے شام تک کام کرتا ہوں، گھنٹے تو بتا نہیں سکتا۔ روزانہ ایک ہزار کے لگ بھگ خط وصول ہوتا ہے۔ میں پڑھتا ہوں اور جواب دیتا ہوں ساتھ ٹیمیں کام کررہی ہیں۔ پھر آفیشل لیٹرز ہوتے ہیں۔ دفتری ڈاک ہوتی ہے ان پر ہدایات دیتا ہوں۔ پھر تقاریر کی تیاری ہے پانچ نمازیں ہیں، نوافل ہیں اور پھر دوسرے جماعتی فنکشن ہیں۔ سارا وقت صبح سے رات تک مصروف گزرتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مشغلہ یہی ہے کہ آپ کے ساتھ بیٹھا ہوا ہوں۔ کھیلوں میں بیڈمنٹن اور کچھ کرکٹ کھیلی ہے۔ میری پسندیدہ ورزش پیدل چلنا ہے۔

حضور انور نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ جو بھی مذہب، عیسائی، ہندو، یہودی، بدھ امن وسلامتی کے بارہ میں کام کرتا ہے ہم اس کے ساتھ ہیں۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے ہندوؤں کو دعوت دی کہ آؤ اور ہم اکٹھے مل کر امن کی تعلیم دیں اور امن قائم کریں۔ حضرت مسیح موعود نے اپنی آخری کتاب پیغام صلح میں مذاہب کو دعوت دی کہ آؤ اور امن پر اکٹھے ہو جاؤ۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم گائے ذبح نہ کرنے پر ہمارے ساتھ امن کے لئے اکٹھے ہو سکتے ہو تو ہم گائے کھانا چھوڑ دیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ آئس لینڈ کے وفد کی ملاقات گیارہ بجکر بیس منٹ تک جاری رہی۔

ایک صحافی کے حضور انور سے متعلق تأثرات

ایک صحافی Mr. Jon Bjarki Magnusson نے آئس لینڈ پہنچنے کے ساتھ ہی اخبار میں ایک آرٹیکل بھجوایا اور جماعتی نمائندہ کو اپنے تاثرات کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔

''یہ ہمارے لئے خوشکن تجربہ تھا کہ صاف دل لوگوں کا ایک جگہ پر یکجا ہونے کا مشاہدہ اور احساس کرسکیں۔ مجھے اس دوران اپنے آپ کو جاننے اور جماعت احمدیہ کو قریب سے سمجھنے کا موقع ملا۔ حضرت خلیفۃ المسیح سے ملاقات میرے لئے ایک حیرت انگیز احساس تھا۔ مَیں نے پایا کہ وہ **ایک نیک انسان ہیں۔ ایک عام انسان لیکن عظیم روحانی قوتوں کے حامل۔ یہ میری زندگی کا ایک عظیم تجربہ تھا جسے میں کبھی بھی فراموش نہیں کرسکتا''۔**

ایسٹونیا کے وفد سے ملاقات

آئس لینڈ کے وفد کے بعد گیارہ بجکر بیس منٹ پر ملک Estonia سے آنے والے وفد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ Estonia سے 13 افراد پر مشتمل وفد جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہوا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وفد کی ایک ممبر سے دریافت فرمایا کہ کیا آپ پہلی دفعہ جلسہ میں شامل ہوئی ہیں۔ آپ کو جلسہ کیسا لگا ہے؟ اس پر اس خاتون نے جواب دیا کہ بہت اچھا لگا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ کیا چیز اچھی لگی ہے؟ خاتون نے بتایا کہ مَیں نے پہلی دفعہ اپنی زندگی میں اتنی بڑی گیدرنگ (Gathring) دیکھی ہے۔ ہر ایک محبت سے سرشار ہے، کوئی لڑائی جھگڑا نہیں اور پھر اتنا بڑا وسیع وعریض کھانے کا انتظام بھی کہیں نہیں دیکھا۔

وفد میں غیر احمدی احباب بھی شامل تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے مربی صاحب سے دریافت فرمایا کہ یہ لوگ کب احمدی ہورہے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ اگر کوئی چیز اچھی لگے تو اس کو لے لینا چاہئے۔ ممبران نے بتایا کہ فی الحال سوچ رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا یہ نہ سمجھیں کہ اسلام میں بعض پابندیاں ہیں۔ جو پابندیاں ہیں وہ انسان کی بہتری کے لئے ہیں۔ انسان کی بھلائی کے لئے ہیں۔ نمازوں کی پابندی ہے، عورت کے لئے پردہ کی پابندی ہے۔ یہ سب بہتری اور حفاظت کے لئے ہے۔

حضور انور نے ایک احمدی خاتون سے دریافت فرمایا کہ کیا آپ کا خاوند بہتر احمدی ہے۔ عملی طور پر ٹھیک ہے۔ حضور انور نے فرمایا پانچ نمازوں کا اہتمام کروایا کرو۔ اس خاتون کے بچے بھی ساتھ تھے۔ ایک بچے نے کلمہ طیبہ سنایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچوں سے پیار کیا اور انہیں چاکلیٹ عطا فرمائیں اور خاتون کو ''اَلَیْسَ اللّٰہ بِکَافٍ عَبْدَہ'' کی انگوٹھی عطا فرمائی۔ دیگر احباب کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے قلم عطا فرمائے۔

ملاقات کے آخر پر وفد کے ممبران نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی حاصل کی۔

انڈونیشین فیملی سے ملاقات

Estonia کے وفد کے بعد گیارہ بجکر پینتیس منٹ پر انڈونیشیا سے جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہونے والی فیملی نے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

البانیا کے وفد سے ملاقات

بعدازاں گیارہ بجکر تینتالیس منٹ پر ملک البانیا (Albania) سے آنے والے وفد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ البانیا سے چھ افراد پر مشتمل وفد جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہوا۔ اس وفد میں دو احمدی خواتین اور دیگر زیر تبلیغ افراد شامل تھے۔ البانیا کے Cult Committee کے صدر Rasim Hasanaj بھی شامل تھے۔ موصوف نے جلسہ سالانہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ اور خطابات سنے اور دیگر انتظامات کو بھی نہایت قریب سے دیکھا۔ موصوف نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ **جماعت احمدیہ اسلام کی حسین اور امن پسند تعلیمات کو دنیا میں پھیلانے کے لئے جو مثبت کردار ادا کررہی ہے وہ قابل ستائش ہے** اور جماعت کی تعلیم Love for all hatred for none معاشرہ میں امن کے قیام کے لئے ایک زبردست ماٹو پیش کرتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: البانیا کی جس خاتون نے آج بیعت کی ہے اس کو کس چیز نے متاثر کیا ہے۔ اس خاتون نے بتایا کہ انہیں اس جلسہ میں شامل ہوکر ایک عجیب روحانی کیف وسرور حاصل ہوا۔ انہیں یوں محسوس ہورہا ہے کہ گویا وہ خدا کے بہت قریب ہیں۔ بالخصوص حضور انور کی اس جلسہ میں موجودگی اور حضور انور کے خطابات نے ان میں نمایاں تبدیلی پیدا کی ہے۔ بڑی منظّم جماعت ہے اور جماعت کا جو نظام ہے وہ اتنا مکمل ہے کہ میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔ حضور نے جو بیان کیا وہ سب کچھ میں نے سنا۔ حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کیا البانین ترجمہ سمجھ آرہا تھا۔ جس پر خاتون نے بتایا کہ سمجھ آرہا تھا۔ اس خاتون کا نام Donika Ferzat ہے۔ اس خاتون کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا۔ جس نے بتایا کہ وہ طالبعلم ہے اور فٹبال کا شوقین ہے۔ حضور انور نے اس بچے کو قلم عطا فرمایا۔ خاتون نے بتایا یہ لڑکا بھی اب احمدیت کے کافی قریب آگیا ہے۔

حضور انور نے دریافت فرمایا کہ اس لڑکے کو جلسہ کیسا لگا جس پر اس بچے نے بتایا کہ بہت اچھا لگا۔ سب لوگ ایک دوسرے سے محبت و پیار سے ملتے ہیں اور ایک دوسرے سے بات کرتے ہیں، ہر ایک دوسرے کا خیال رکھتا ہے جو نظام ہے وہ بہت منظّم ہے اور ہر چیز مکمل ہے۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دوسری احمدی خاتون Camile Cela صاحبہ سے دریافت فرمایا کہ آپ کو جلسہ کیسا لگا۔ موصوفہ نے بتایا کہ ان کو اس جلسہ میں شامل ہوکر اندازہ ہوا کہ خلافت کا کیا مقام ہے اور اس کی کیا برکات ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ **ہزاروں احمدیوں کا نظام جماعت کا مکمل احترام کرتے ہوئے محبت وخلوص کے جذبات کے ساتھ اس جلسہ میں شامل ہونا خلافت ہی کی برکت ہے۔** موصوفہ نے کہا کہ اگر اتنی بڑی تعداد میں البانیا میں کوئی جلسہ ہو تو وہاں افراتفری مچ جائے۔ آپس میں لڑائیاں اور جھگڑے ہوں، بدانتظامی ہو۔ لیکن یہاں ہر لحاظ سے انتظام بڑا مکمل تھا۔ سب ایک دوسرے کی فکر میں تھے اور ایک دوسرے سے محبت اور خلوص سے پیش آتے رہے۔ بڑا ہی پیارا ماحول تھا۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ جماعت کی خوبی ہے اگر البانیا میں جماعت احمدیہ کا اتنا بڑا جلسہ ہوتا تو بالکل ایسے ہی ہوتا۔

حضور انور نے فرمایا مَیں افریقہ سے ہوکر آیا ہوں۔ وہاں کے جلسہ میں یہاں جرمنی سے اڑھائی گنا زیادہ تعداد تھی۔ لوکل افریقہ کے غانین لوگ تھے۔ انہوں نے آپس میں ایسی محبت و پیار اور نظم وضبط کا مظاہرہ کیا کہ ہر دیکھنے والا حیران تھا۔

موصوفہ نے کہا کہ یہ خلافت ہی کی برکت ہے، نظام جماعت کی برکت ہے۔ حضور انور نے اس خاتون سے دریافت فرمایا کہ آپ نے بیعت کس طرح کی جس پر موصوفہ نے بتایا کہ احمدیت قبول کرنے سے قبل میں نے جماعت کا لٹریچر پڑھا تھا۔ پھر تسلی ہونے پر بیعت کی تھی۔ موصوفہ نے کہا میرا ارادہ ہے مزید مطالعہ جاری رکھوں اور اپنا علم بڑھاؤں اور دوسرے لوگوں کے لئے مفید وجود بن سکوں۔ میں یہی کوشش کرتی ہوں کہ جماعت کا پیغام دوسروں تک پہنچاؤں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان تینوں خواتین کو ''اَلَیْسَ اللّٰہ بِکَافٍ عَبْدَہ'' کی انگوٹھیاں عطا فرمائیں۔ حضور انور نے مبلّغ سلسلہ البانیا کو فرمایا کہ ان کو بتاؤ کہ ان انگوٹھیوں پر ''اَلَیْسَ اللّٰہ بِکَافٍ عَبْدَہ'' لکھا ہوا ہے اور اس کا کیا مطلب ہے۔

ایک خاتون Eliona Cela صاحبہ کو پہلی مرتبہ حضور انور کی موجودگی میں جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ موصوفہ نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس کے لئے سب سے اہم بات حضرت خلیفۃ المسیح کا ان کے درمیان موجود ہونا اور اپنے روح پرور خطابات سے نوازنا تھا۔

البانین لڑکے نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ خدا نے ہمیں کیوں پیدا کیا۔ حضور انور نے فرمایا کہ خدا نے ہمیں اس لئے پیدا کیا کہ ہم خدا کی عبادت کریں جبکہ خدا ہماری عبادت کا محتاج نہیں ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ شیطان نے کہا کہ مَیں اس مقصد کو پورا نہیں کرنے دوں گا کہ لوگ خدا کی عبادت کریں اور شکر گزار بندے بنیں۔ پس جو لوگ خدا کی عبادت نہیں کرتے وہ شیطان کے پیچھے چلتے ہیں۔ پس ہمیشہ اپنی پیدائش کے مقصد کو یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ کی عبادت کریں۔ نیک عمل بجالائیں اور سب کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئیں۔ پیدا کرنے والے کا حق بھی ادا کریں اور اس کی مخلوق کا حق بھی ادا کریں اور یہی وہ چیز ہے جس سے دنیا میں امن قائم ہوسکتا ہے۔

وفد کے ممبران نے بتایا کہ البانیا میں پچاس سال مذہب پر پابندی لگی رہی وہ لوگ جو مذہب پر چلتے تھے ان پر مظالم ڈھائے جاتے تھے۔ اب ہم اس کا خمیازہ بھگت رہے ہیں اور ہماری نئی نسل مذہب سے دور جاچکی ہے اور برائیوں میں پڑی ہوئی ہے۔ حضور اس کے لئے دعا کریں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مذہب پر پابندی لگانے کا نتیجہ دیکھ لیا کہ برائیوں میں پڑے اور نیکیوں سے دور ہوگئے۔ جبکہ الزام یہ دیا جاتا ہے کہ مذہب برائیاں پیدا کرتا ہے۔ اب جب انہوں نے مذہب ختم کرکے کوئی دوسرا نظام جاری کرنے کی کوشش کی ہے تو اس کے نتیجہ میں برائیاں پیدا ہوئیں۔

حضور انور نے فرمایا مذہب ہرگز برائی پیدا نہیں کرتا۔ کسی مذہب نے کبھی بھی برائی کی تعلیم نہیں دی۔ انسانی سوچ برائی پیدا کرتی ہے۔ مذہب کو الزام نہ دیں۔ مذہب کی حقیقی روح کو اختیار کرنا چاہئے۔ آج جماعت احمدیہ ہی ہے جو اسلام کی حقیقی روح سے دنیا کو آگاہ کررہی ہے۔ انشاءاللہ جب جماعت میں شامل ہوں گے تو سب برائیاں ختم ہوجائیں گی۔

ایک خاتون نے کہا کہ ہم لوگ مذہب پر عمل کرتے تھے۔ میرے والد صاحب نماز پڑھنے کے لئے جاتے تھے لیکن کمیونزم نے آکر سب کچھ ختم کردیا۔ اب مذہب دوبارہ جڑ پکڑ رہا ہے۔ دعا کریں اب مذہب مضبوط ہو اور اس پر عمل شروع ہو۔

البانیا کے وفد کے ساتھ یہ ملاقات بارہ بجے تک جاری رہی۔ ملاقات کے آخر پر وفد کے ممبران نے حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف پایا۔

مالٹا کے وفد سے ملاقات

بعدازاں بارہ بجکر پانچ منٹ پر ملک مالٹا (Malta) سے آنے والے وفد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ مالٹا سے امسال تین غیر مذاہب کے احباب Godfrey Magri صاحب، ان کی اہلیہ Mary Magri صاحبہ اور Lawrence Grech صاحب پر مشتمل وفد جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہوا۔

Godfrey Magri صاحب مالٹا (Malta) یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں۔ ریٹائر ہونے کے بعد بھی یونیورسٹی میں انگریزی اور مالٹی زبان پڑھاتے ہیں۔

مکرم گاڈفری ماگری صاحب اور ان کی اہلیہ نے کہا کہ یہ ایک غیر معمولی جلسہ ہے جس میں ہر طرف خوشی ومسرت اور بھائی چارہ کی فضا ہے، جلسہ کے انتظامات بہت زیادہ قابل تعریف ہیں، یہ جلسہ ایک بہت ہی پیارا اور دلکش اجتماع ہے جس میں ہزاروں لوگ شامل ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطابات کے بارے میں انہوں نے کہا کہ **حضور کی باتیں دل کی گہرائیوں سے نکل رہی تھیں اور ان کا ہمارے دل ودماغ پر ایک بہت اچھا اثر ہوا ہے۔ کہنے لگے خلیفہ وقت کی باتیں صرف احمدیوں کے لئے ہی قابل عمل نہیں بلکہ ہمارے لئے بھی ان میں ایک بہت ہی اہم اور مثبت پیغام ہے اور ہم بھی ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ آپ کا ماٹو محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں تمام دنیا میں حقیقی امن قائم کرنے والا ہے اور اگر ساری دنیا ان باتوں پر عمل کرے تو دنیا حقیقی امن کا گہوارہ بن جائے۔**

مکرمہ میری ماگری صاحبہ مالٹا سے ایک عدد دوپٹہ ساتھ لے کر آئی تھیں اور حضور انور کے ساتھ ملاقات کے وقت انہوں نے اپنے سر کو دوپٹہ سے ڈھانپ رکھا تھا اور کہنے لگیں کہ مَیں ایک عظیم اور قابل احترام شخصیت سے ملنے جارہی ہوں اس لئے ان کی تکریم میں، مَیں نے اپنا سر ڈھانک رکھا ہے۔

مکرم لارینس گریک صاحب نے کہا کہ وہ پچھلے سال بہت متاثر ہوکر گئے تھے اس لئے اس بار بھی جلسہ میں

شرکت کررہے ہیں اور کہنے لگے یہ جلسہ ایک بہت ہی عظیم الشان جلسہ ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اپنی بیٹی کو بھی اگلے سال جلسہ سالانہ پرلے کرآؤں کیونکہ وہ دین میں کافی دلچسپی رکھتی ہے۔

حضور انور کے ساتھ ملاقات میں ان مہمانوں نے اپنے نیک تاثرات کا اظہار کیا۔حضور انور نے جب ان سے پوچھا کہ آپ کو جلسہ کیسا لگا تو یہ دوست کہنے لگے کہ ہم حضور کے خطابات سے بہت متاثر ہوئے ہیں۔جس طرح آپ نے بات کی ہے، محبت کی ہے ہم اس سے بے حد متاثر ہوئے ہیں۔ہمیں آج دین کی صحیح تعلیمات کا پتہ چلا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہر مذہب کی جو سچی تعلیمات ہیں وہ یہی ہیں وقت گزرنے کے ساتھ لوگ تعلیمات کو بھول جاتے ہیں۔اس لئے اللہ تعالیٰ نئے مامورین کو بھیجتا ہے کہ وہ صحیح تعلیمات سے آگاہ کرے۔اس دور میں اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو مسیح ومہدی بنا کر بھیجا تا کہ اسلام کی اصل اور حقیقی تعلیمات پر عمل ہو۔اس طرح ہم معاشرہ میں، دنیا میں امن، محبت اور بھائی چارہ کا ماحول قائم کر سکتے ہیں۔

وفد کے ممبران نے کہا حضور نے جہاد سے متعلق جو خطاب فرمایا تھا وہ ہم نے سنا۔ہمیں حضور کے اس خطاب سے صحیح دینی جہاد کا پتہ لگا ہے اور آج حقیقی جہاد کی تعریف کا علم ہوا ہے۔آپ نے بہت اچھے رنگ میں جہاد کے مضمون کو پیش کیا ہے۔حضور انور کے لجنہ کے ساتھ خطاب کے بارہ میں ان دوستوں نے کہا کہ یہ خطاب بھی ہمارے لئے بہت متاثر کن ہے کیونکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ لوگ عورتوں کو کمتر دکھاتے ہیں اور انہیں کوئی مناسب مقام نہیں دیا جاتا لیکن آپ نے عورتوں کو ایک مقام دیا ہے اور انہیں درمیان میں لاکھڑا کیا ہے۔آپ کی جماعت، آپ کی کمیونٹی امن ہی امن ہے، محبت اور پیار ہی پیار ہے ہر ایک آگ کے گڑھے کے کنارے پر ہے۔ ہر ایک کو اسلام کی امن کی تعلیم ہی بچا سکتی ہے۔

پروفیسر صاحب نے کہا کہ ہر ایک کے دل جیتو، کسی کو دشمن نہ بناؤ، آپ ہمارے دلوں کو جیت رہے ہیں۔آپ کی طرف سے ہمیں بے حد محبت و پیار ملا ہے۔

انہوں نے مالٹا (Malta) میں جماعت کی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ اکثر لوگ لینے کے لئے ہاتھ پھیلاتے ہیں لیکن آپ کے مالٹا میں مقیم مبلغ نے صدر مملکت مالٹا کو ایک فلاحی کام کے لئے عطیہ دے کر ایک بہت مثبت پیغام دیا ہے اور اس سے آپ کی جماعت کا پورے مالٹا میں ایک اچھا تعارف ہوا ہے۔آپ لوگ صرف کہتے ہی نہیں بلکہ آپ کے عمل آپ کے قول کی تصدیق کرتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: اب آپ نے بھی لوگوں کے دل جیتنے ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ اب قلم کے جہاد کا زمانہ ہے۔ قلم کے جہاد سے دل جیتنے ہیں۔ بعدہٗ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مالٹا کے وفد کے ممبران کو قلم عطا فرمائے۔وفد نے بھی حضور انور کی خدمت میں تحفہ پیش کیا۔ آخر پر وفد کے ممبران نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف پایا۔

رومانیہ کے وفد سے ملاقات

مالٹا کے وفد سے ملاقات کے بعد بارہ بجکر بیس منٹ پر ملک رومانیہ (Romania) سے جلسہ سالانہ جرمنی میں شمولیت کے لئے آنے والے وفد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف ملاقات پایا۔

رومانیہ سے چار غیر مسلم افراد دو مرد، دو خواتین پر مشتمل وفد جلسہ میں شامل ہوا تھا۔خواتین میں ایک یونیورسٹی کی سٹوڈنٹ تھی اور دوسری انگریزی زبان کی ماہر ٹرانسلیٹر Ioana Purcarin تھی۔مرد احباب میں سے ایک یونیورسٹی کے طالبعلم اور ایک بزنس مین تھے۔

حضور انور نے جب ان سے ان کے تاثرات دریافت فرمائے تو انہوں نے کہا آپ کی سوسائٹی، کمیونٹی بہت ہی پاکیزہ کمیونٹی ہے۔انہوں نے کبھی بھی ایسی کمیونٹی نہیں دیکھی جو اپنے لیڈر سے سچی محبت رکھتی ہو۔ بہت سارے لوگ جمع تھے۔ایک بڑا مجمع تھا لیکن کوئی لڑائی نہیں، کوئی جھگڑا نہیں، ہر انتظام بہت اچھا تھا، کھانے کا انتظام بڑا وسیع اور بڑا منظّم تھا۔

وفد کے ممبران نے کہا جہاد کے بارہ میں ہم نے حضور کی تقریر کو سنا ہے یہی اسلام کی اصل تصویر ہے اور آج کل اس تعلیم کو ہر جگہ عام کرنے کی ضرورت ہے۔

حضور انور نے فرمایا اگر اسلام کی امن کی اس تعلیم پر عمل کیا جائے تو پھر تیسری جنگ عظیم کی ضرورت نہیں رہے گی۔

حضور انور نے فرمایا: جون 2008ء میں، مَیں امریکہ گیا تھا وہاں ایک Reception میں بہت سارے آفیشلز، سینیٹرز، سرکردہ حکام، وکلاء اور دوسرے مختلف پروفیشن سے تعلق رکھنے والے احباب کے سامنے میں نے اپنی تقریر میں بتایا تھا کہ عدل وانصاف کے دوہرے معیار رکھتے ہوئے دنیا کو تباہ نہ کریں بلکہ دنیا میں امن قائم کریں۔

حضور انور نے فرمایا: کسی قوم کو الزام نہ دیا جائے، لیڈر شپ ہے جو ایسا کرتی ہے اس لئے ہم ہر جگہ، ہر موقع پر جہاں بھی موقع ملتا ہے۔امن کی تعلیم دیتے ہیں کہ کس طرح امن قائم ہوسکتا ہے۔امن کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانیں اور اس کا حق ادا کریں اور پھر اس کی مخلوق کا حق ادا کریں۔ اگر یہ دونوں حقوق ادا ہوں تو پھر دنیا میں امن قائم ہوسکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا میں نے وہاں سرکاری حکام، سکالرز، سینیٹرز اور پارلیمنٹیرین کو بھی کہا کہ امن قائم کرو ورنہ آگ کے گڑھے کے کنارے پر ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سوال پر کہ عیسائیت کے بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے فرمایا کہ ہر مذہب خدا کی طرف سے آیا ہے۔اس بات کو سمجھنا چاہئے۔ اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانیں۔ ہر نبی خدا اور اس کی مخلوق سے محبت اور سوسائٹی میں امن کے قیام کے لئے آیا اور ہر نبی نے یہی تعلیم دی کہ اپنے رب کو پہچانو اور اس کی مخلوق کے حقوق ادا کرو۔

خدا تعالیٰ نے بہت سارے نبی بھیجے اور ہر قوم کی طرف بھیجے، بعض انبیاء کے ناموں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور بعض کے نام نہیں بتائے لیکن یہ نبی ہر قوم، علاقہ کی طرف آئے اور آپس میں محبت و پیار کے قیام کے لئے آئے۔ خدا سے محبت اور تعلق پیدا کرنے کے لئے آئے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جب سابقہ مذاہب اپنی تعلیمات بھول گئے تو اللہ تعالیٰ نے مزید نبی بھیجے جو گمشدہ اور بھولی ہوئی تعلیم کو یاد کروائیں۔

آنحضرت ﷺ آئے، تمام انبیاء کی تعلیم کے ساتھ اور تمام دنیا کے لوگوں کی طرف۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں مسیح ومہدی آئے گا۔اس پیشگوئی کے مطابق حضرت مرزا غلام احمد آچکے ہیں۔ دنیا کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنے کے لئے مسیح آچکا ہے۔اب ضروری ہے کہ ایک لیڈر کو Follow کیا جائے تا کہ دنیا میں امن قائم ہو۔ حضور انور نے فرمایا دوسرے مذاہب عیسائی، یہودی، ہندو، بدھسٹ وغیرہ جو مذہب بھی اگر سوسائٹی میں کوئی بدامنی، فساد نہیں پیدا کررہا ہے اس کو سوسائٹی میں عزت دینی چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اب تلوار کا جہاد نہیں ہے بلکہ قلم کا جہاد ہے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے وفد کے ممبران کو قلم عطا فرمائے وفد کے ممبران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی حاصل کی۔ رومانیہ سے آنے والے وفد کی ملاقات بارہ بجکر چالیس منٹ تک جاری رہی۔

ملاقات کے کمرہ سے باہر آتے ہی رومانین زبان کی ماہر ٹرانسلیٹر Ioana نے کہا He is a very peaceful person.

ملاقات کے بعد ان لوگوں کے چہروں پر خوشی ومسرت کے بہت نمایاں آثار تھے اور سبھی حضور انور کی شخصیت سے بہت متاثر تھے اور بار بار اس بات کا ذکر کرتے کہ حضور انور نے اپنی بے پناہ مصروفیت کے باوجود ہمیں ملاقات کا وقت دیا اس ملاقات نے ہم پر گہرا اثر چھوڑا ہے۔

آسٹریا، پولینڈ اور ہنگری کے وفد سے ملاقات

اس کے بعد بارہ بجکر چالیس منٹ پر ملک آسٹریا (Austria)، پولینڈ (Poland) اور ہنگری (Hungary) سے آنے والے وفود نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف پایا۔

آسٹریا سے سولہ افراد پر مشتمل وفد آیا تھا جس میں ایک آسٹرین نومبائع اور آسٹرین زیر تبلیغ بھی شامل تھے۔ پولینڈ سے ایک صاحب تشریف لائے تھے۔ہنگری سے دو افراد پر مشتمل وفد آیا تھا۔جن میں ایک نو احمدی دوست سلیمان احمد صاحب تھے جن کا اصل وطن موریطانیہ ہے اور گزشتہ دس سال سے ہنگری میں قیام پذیر ہیں اور بڈاپسٹ کی انجینئرنگ یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہیں۔ یہ صاحب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے دوران کہنے لگے کہ حضور سے ملاقات میری زندگی کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے۔

حضور انور نے ان سے دریافت فرمایا کہ آپ نے احمدیت کس طرح قبول کی۔ موصوف نے بتایا MTA پر عربی پروگرام دیکھے ہیں۔ مبلغ سلسلہ سے ملاقات ہوئی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے میری ساری فیملی احمدی ہے۔ انہوں نے حضور انور کی خدمت میں ہنگری میں جماعت کی ترقی کے لئے دعا کی درخواست کی۔حضور انور نے فرمایا کہ ہنگری میں مسجد بنائیں۔ جماعت کی ترقی کے لئے یہ بہت ضروری ہے۔دوصد نمازیوں کی گنجائش ہو۔آپ جگہ دیکھیں۔ جائزہ کے لئے انگلینڈ سے آرکیٹیکٹ بھجوا دیا جائے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آسٹریا سے آنے والے احباب اور مہمانوں کا تعارف حاصل کیا اور مقامی آسٹرین احمدی کو فرمایا کہ مزید آسٹرین سے رابطہ کریں۔کیا صرف دو زیر دعوت افراد کو لے کر آئے ہیں۔ مزید رابطے بڑھائیں۔ حضور انور نے دریافت فرمایا کہ ان کو جلسہ کیسا لگا۔جس پر انہوں نے بتایا کہ بہت اچھا لگا۔ بہت اچھے پروگرام تھے اور بڑا منظّم جلسہ تھا۔ہم بہت متاثر ہوئے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہنگری کے مبلغ اور نو احمدی موریطانین دوست سے فرمایا کہ ہنگری جاتے ہوئے عربی لٹریچر لے کر جائیں۔ یہ دوست آگے اپنے عرب دوستوں کو تبلیغ کریں۔ان کی تبلیغی ضروریات پوری کریں۔ یہ اپنے ساتھیوں کو MTA دکھائیں۔ جو بھی رابطے ہوں ان کو احمدیہ ویب سائٹ کے بارہ میں بتائیں۔ MTA کی فریکوئنسی کے بارہ میں بتائیں۔

حضور انور نے ہنگری کے مبلغ سے فرمایا کہ پڑھیں بھی، زبان بھی سیکھیں اور ساتھ ساتھ تبلیغ بھی کریں۔

ملاقات کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہنگری کے اس نو احمدی دوست اور دیگر احمدی دوستوں کو ''اَلَیْسَ اللّٰہ بِکَافٍ عَبْدَہ'' کی انگوٹھیاں عطا فرمائیں اور وفد کے دیگر افراد کو قلم عطا فرمائے۔ آخر پر وفد کے ممبران نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف پایا۔

ہنگری سے آنے والے نو احمدی موریطانین دوست ملاقات کے بعد کمرہ سے باہر نکلے تو بے حد خوش تھے، لوگوں کو دکھاتے کہ حضور نے مجھے یہ انگوٹھی دی ہے۔ کیسا مہربان وجود ہے جو ہر ایک کو وقت دے رہا ہے اور پیار بانٹ رہا ہے۔ کہنے لگے کہ مَیں تمام عرب میں گیا ہوں۔اسلام کی جو تصویر یہاں نظر آتی ہے وہ کہیں اور نہیں۔ادھر بیت السبوح فرینکفرٹ میں مائیں اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کے ساتھ حضور انور سے ملاقات کے لئے گھنٹوں بیٹھے اپنی باری کا انتظار کررہی ہیں اور پھر نماز بھی پڑھنے جاتی ہیں۔ یہ نظارے اور کہیں نہیں۔ کہنے لگے کہ یہ خلافت کا دور ہے جو ہمیں ملا ہے۔ سب لوگ اس طرح ہیں کہ ایک بہت بڑا خاندان ہو جس میں ہر رنگ اور قوم کے لوگ ہیں۔ یہ صاحب بہت ہی متاثر ہو کر گئے اور اس عزم کے ساتھ گئے کہ اب واپس جا کر عرب دوستوں میں تبلیغ کریں گے۔

چیک ریپبلک سے آئے ہوئے وفد سے ملاقات

بعد ازاں بارہ بجکر پچپن منٹ پر ملک چیک ریپبلک (Czech Republic) سے آنے والے وفد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی سعادت پائی۔

جمہوریہ چیک ریپبلک سے سات افراد پر مشتمل وفد جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہوا۔ اس وفد میں جماعت چیک ریپبلک کے صدر اور جنرل سیکرٹری صاحب کے علاوہ ایک پولش احمدی بہن مکرمہ Iwona صاحبہ بھی شامل تھیں۔موصوفہ اللہ کے فضل سے 2000ء سے احمدی ہیں اور اس وقت پولینڈ اور چیک ریپبلک کی سرحد پر واقع شہر Cesky Tesin میں رہائش پذیر ہیں جہاں بڑی تعداد میں پولش کمیونٹی کے لوگ بھی رہتے ہیں۔ ان کی مادری زبان پولش ہے لیکن وہ اللہ کے فضل سے انگریزی، جرمن اور چیک زبانوں میں بھی مہارت رکھتی ہیں اور متعدد کتابوں کا ترجمہ کرچکی ہیں۔انہوں نے چیک زبان میں Woman in Islam اور Jesus in India کا ترجمہ بھی کیا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس پولش احمدی بہن کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ جمہوریہ چیک میں دعوت الی اللہ کے پروگراموں میں سرگرمی لائیں۔ اپنے رابطے وسیع کریں اور مقامی احمدیوں کی تعداد میں اضافہ کریں۔حضور انور نے ان کو فرمایا کہ **مَیں آپ کو جمہوریہ چیک (Czech Republic) میں جماعت کا مشنری مقرر کرتا ہوں۔** حضور انور نے ان کو اور ان کے شوہر کو ''اَلَیْسَ اللّٰہ بِکَافٍ عَبْدَہ'' کی انگوٹھیاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی انگوٹھی سے مس کر کے عطا فرمائیں اور ان کے دونوں بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقات کے آخر پر وفد کے ممبران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔

(باقی آئندہ)

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street

London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

صدسالہ جشن خلافت نمبرز

صدسالہ جشن خلافت کی تقریبات کے حوالہ سے طبع ہونے والی خصوصی اشاعتیں اور سووینئرز (جو ہمیں موصول ہوئے ہیں) کا تعارف کچھ عرصہ سے جاری ہے۔ایسی خصوصی اشاعتیں، دورانِ سال، جب بھی ہمیں موصول ہوتی رہیں گی، تو اپنے معمول کا انتخاب پیش کرنے کی بجائے، اُن پر تبصروں اور اُن میں شامل منتخب مضامین کا تعارف پہلے ہدیۂ قارئین کیا جاتا رہے گا۔ رسائل و جرائد کی ترسیل نیز خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

جامعہ احمدیہ

جامعہ احمدیہ ربوہ کے خلافت سووینئر میں شعبہ تاریخ و سیرت کے ایک مضمون میں جامعہ احمدیہ کی تاریخ کا تفصیل سے احاطہ کیا گیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے عظیم الشان فرض کی تکمیل کے لئے قادیان میں ایک مدرسہ کے قیام کی غرض سے 15/ستمبر 1897ء کو بذریعہ اشتہار اعلان فرمایا اور پھر اس تحریک کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے ایک کمیٹی مقرر کی جس کا پہلا اجلاس 27/دسمبر 1897ء کو ہوا۔ اس کمیٹی کی سفارشات پر مدرسہ کے لئے جو انتظامیہ کمیٹی مقرر ہوئی اس کے صدر حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب تھے۔ اس کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ مدرسہ یکم جنوری 1898ء کو کھول دیا جائے۔ چنانچہ 3 جنوری 1898ء کو مدرسہ کا باقاعدہ افتتاح مہمانخانہ میں ہوا۔ جلد ہی مہمانخانہ کے متصل دو تین کمرے تعمیر کئے گئے اور 1899-1900 میں مزید عمارت بنوائی گئی۔ اس کے بعد حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ ہجرت کر کے قادیان آگئے تو حضورؑ نے مدرسہ کا پورا نظم و نسق آپؓ کے سپرد کردیا۔آپؓ نے 2 دسمبر 1901ء سے 1905ء تک یہ خدمت نہایت محنت اور شوق سے سرانجام دی۔ اور مدرسہ کو ضروری فرنیچر مہیا کیا، اس کی پہلی عمارت کو وسعت دی اور ڈھاب پُر کرکے بورڈنگ کوارٹرز بنوائے۔

مدرسہ کا آغاز پرائمری سے ہوا تھا لیکن یہ 1898ء میں ہی مڈل اور فروری 1900ء میں ہائی سکول اور مئی 1903ء میں کالج تک پہنچ گیا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 29 نومبر 1905ء کو مدرسہ (تعلیم الاسلام) کے متعلق فرمایا: ’’ہماری غرض مدرسہ کے اجراء سے محض یہ ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کیا جاوے۔ مروّجہ تعلیم کو اس لئے ساتھ رکھا ہے کہ یہ علوم خادم دین ہوں۔ ہماری یہ غرض نہیں کہ ایف۔اے، بی۔اے پاس کرکے دنیا کی تلاش میں مارے مارے پھریں۔ ہمارے پیش نظر تو یہ امر ہے کہ ایسے لوگ خدمت دین کے لئے زندگی بسر کریں۔‘‘

11/اکتوبر 1905ء کو حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی اور 3 دسمبر 1905ء کو حضرت مولوی برہان الدین صاحبؓ جہلمی جیسے بزرگ علماء وفات پاگئے۔ نیز حضورؑ کو بکثرت قرب وفات کے الہامات بھی ہورہے تھے۔6 دسمبر 1905ء کو الہام ہوا: قَرُبَ اَجَلُکَ الْمُقَدَّرُ۔اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: ’’مدرسہ کی حالت دیکھ کر دل پارہ پارہ اور زخمی ہوگیا۔علماء کی جماعت فوت ہورہی ہے۔......‘‘

چنانچہ حضورؑ نے بہت سے احباب بلاکر ان کے سامنے یہ امر پیش فرمایا کہ مدرسہ (تعلیم الاسلام) میں ایسی اصلاح ہونی چاہئے کہ یہاں سے واعظ اور علماء پیدا ہوں جو آئندہ ان لوگوں کے قائم مقام ہوتے رہیں جو گزرتے چلے جاتے ہیں۔ سب سوچو کہ اس مدرسہ کو ایسے رنگ میں رکھا جاوے کہ یہاں سے قرآن دان، واعظ اور علماء پیدا ہوں جو دنیا کی ہدایت کا ذریعہ ہوں۔

حضورؑ کے اس ارشاد پر بعض احباب نے مشورہ دیا کہ مدرسہ تعلیم الاسلام قائم رہے مگر اس میں ایسی تبدیلی کردی جائے کہ حقیقی مقصد کی تکمیل ہوسکے۔ چنانچہ حضورؑ نے حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ اور صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحبؓ کے خیال کو پسند فرماتے ہوئے مدرسہ تعلیم الاسلام میں ہی دینیات کی ایک شاخ کھولنے کا فیصلہ فرمایا اور اس کیلئے 26/دسمبر 1905ء کو جلسہ سالانہ کی تقریر میں نہایت قیمتی ہدایات بھی دیں۔ چنانچہ یہ ’’شاخ دینیات‘‘ جنوری 1906ء میں کھل گئی۔ حضرت قاضی سید امیر حسین شاہ صاحبؓ (اوّل مدرس) اور مولوی فضل دین صاحبؓ (کھاریاں) دو استاد مقرر ہوئے۔ جلد ہی حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحبؓ بھی اس میں مدرس ہوگئے۔ ’’شاخ دینیات‘‘ میں پرائمری پاس طلبہ داخل کئے جاتے تھے۔ اس میں پہلے سال دس اور دوسرے سال پانچ طلبہ داخل ہوئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اپنی خلافت کے ابتدائی ایام میں ہی اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شدید خواہش چونکہ دینی مدرسہ کے قیام کی تھی۔ اس لئے مدرسہ تعلیم الاسلام کے علاوہ ایک الگ انتظام کے تحت ایک مدرسہ دینی علوم کے لئے قائم کیا جائے۔ حضورؓ کے ارشاد پر 8/جون 1908ء کو اخبار بدر میں ’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یادگار‘‘ کے عنوان سے ایک اشتہار شائع ہوا جس میں مدرسہ کی غرض و غایت کو دوہرایا گیا۔

اسی سال جلسہ سالانہ کے ایام میں 26 دسمبر 1908ء کو جماعتوں کی کانفرنس مسجد مبارک قادیان میں منعقد ہوئی جس میں مدرسہ دینیہ کا معاملہ پیش ہوا۔ اجلاس میں مولوی محمد علی صاحب، خواجہ کمال الدین صاحب، ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب اور سید محمد حسین صاحب کی تجویز تھی کہ تعلیمی وظائف بڑھادیئے جائیں تاکہ احمدی نوجوان زیادہ تعداد میں کالجوں میں جائیں اور پاس ہونے کے بعد ان میں سے جو دین کی خدمت کے لئے زندگی وقف کریں انہیں ایک آدھ سال قرآن پڑھا کر مبلغ بنادیا جائے۔ حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحبؓ بھی مجلس کے ممبر تھے مگر نہ معلوم اتفاقاً یا ارادۃً آپ تک یہ تجویز نہ پہنچائی گئی۔ جب آپؓ دوران اجلاس تشریف لائے تو خواجہ کمال الدین صاحب اس وقت بڑے زورشور کے ساتھ مدرسہ دینیہ کے قیام کی مخالفت میں تقریر کر رہے تھے۔ پھر بعض دوسرے احباب نے بھی اُن کی ہمنوائی میں تقریریں کیں اور پوری مجلس پر اُن تقریروں کا اثر تھا۔ جب حضرت صاحبزادہ صاحبؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کی یادگار کے ساتھ یہ بے حرمتی دیکھی تو آپؓ بے قرار ہوگئے اور پھر مدرسہ کے قیام کے لئے زبردست تقریر فرمائی تو لوگوں کی رائے یکسر بدل گئی۔ پھر 31/جنوری 1909ء کو مجلس معتمدین کا اجلاس ہوا جس میں مدرسہ کے عملاً جاری کرنے کے لئے ایک سب کمیٹی مقرر کی گئی جس کے ممبران میں حضرت صاحبزادہ صاحبؓ بھی شامل تھے اور سیکرٹری مجلس معتمدین (یعنی مولوی محمد علی صاحب) بھی شامل تھے۔ سب کمیٹی کے اجلاس میں ہی حضرت مولوی شیر علی صاحب نے اس کا نام ’’مدرسہ احمدیہ‘‘ تجویز کیا اور یکم مارچ 1909ء سے مدرسہ احمدیہ کا کھولا جانا منظور کیا۔ اس سب کمیٹی نے مکمل سکیم و رپورٹ مرتب کرکے مجلس معتمدین میں پیش کی اور یہ رپورٹ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے چند ترامیم کے ساتھ منظور فرمالی۔

مدرسہ احمدیہ کا آغاز چار جماعتوں سے ہوا مگر چوتھی جماعت قائم نہ رہ سکی اس لئے تعداد طلباء جو مدرسہ کھلنے کے وقت 27 تھی سال کے آخر پر 24 رہ گئی۔ مدرسہ کے اوّلین ہیڈ ماسٹر حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحبؓ قرار پائے اور سپرنٹنڈنٹ مولوی صدرالدین صاحب۔

حضرت مرزا محمود احمد صاحبؓ نے ستمبر 1910ء میں انجمن کو توجہ دلائی کہ اس مدرسہ کا انتظام یا تو مدرسہ احمدیہ کے مدرس اول (ہیڈ ماسٹر) کی زیرنگرانی ہو یا کسی اور موزوں شخص کو اس کا ناظم مقرر کیا جائے۔ اس پر سارا انتظام آپؓ ہی کے سپرد کردیا گیا۔آپؓ نے مارچ 1914ء تک یہ ذمہ داری نبھائی۔ یہ دور مدرسہ احمدیہ کی تاریخ میں ایک سنہری دَور کہلانے کا مستحق ہے۔آپ نے حکماً طلبہ کو زمین پر بیٹھ کر پڑھنے سے منع فرمایا کیونکہ اس سے پست خیالی پیدا ہوتی ہے۔طلبہ کو فن خطابت سکھانے کے لئے جلسوں اور لیکچروں کا انتظام فرمایا۔ آپؓ کی تجویز پر یکم مارچ 1911ء سے ایک سپیشل کلاس کھولی گئی جس میں طلبہ کو ایک سال تک تعلیم دے کر دوسری کلاسوں کے ساتھ شامل کیا جانے لگا۔ لڑکوں کے بورڈنگ ہاؤس کی صفائی کا خاص اہتمام ہونے لگا۔ طلبہ کے کھیل کے لئے میدان بنائے۔ مدرسہ میں کوئی لائبریری نہیں تھی۔ آپؓ نے اپنی لائبریری سے قیمتی کتابوں کا ایک بڑا مجموعہ جس میں الہلال مصر کے پرچے بھی تھے مرحمت فرمایا اور مزید روپیہ بھی انجمن سے منظور کروایا۔ آپؓ نے چوتھی جماعت کو اپنے لئے مخصوص کرلیا اور روزانہ تین گھنٹہ اسے وقت دیتے۔ آپؓ کا انداز تربیت جُدا اور بہت پُراثر تھا۔بعض طلبہ کرتہ پہن کر آجاتے تھے۔ایک دفعہ آپؓ نے عربی ترجمہ کے لئے یہ فقرہ دیا کہ مدرسہ میں بغیر کوٹ پہنے نہیں آنا چاہئے۔اس کے بعد سب طلبہ کوٹ پہننے لگے۔

1912ء میں حضرت مرزا محمود احمد صاحبؓ نے اپنے خرچ پر ہندوستان کا ایک لمبا دورہ کیا جس میں دیوبند، سہارنپور، ندوہ وغیرہ اسلامی مدارس کی تعلیم اور ان کے انتظام کا بغور مطالعہ کیا اور پھر اپنے تجربات کی روشنی میں مدرسہ احمدیہ میں اہم تبدیلیاں کیں۔ 1912ء میں عربی مدارس دیکھنے اور حج کرنے کے لئے آپ نے مصر و عرب کا سفر بھی اختیار فرمایا۔ 1913ء میں آپؓ کے مشورہ پر حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحبؓ اور شیخ عبدالرحمٰن صاحب کو مصر میں بغرض تعلیم بھجوایا گیا۔آپؓ نے مدرسہ کے فارغ التحصیل طلباء کے لئے ہائی سکول میں انگریزی تعلیم کا انتظام کروایا۔ نیز طلباء مدرسین کی مدد سے مولوی فاضل کے امتحان میں شامل ہونے لگے۔ مدرسہ کے نصاب کی تکمیل کے لئے ایک دوسالہ طبی کورس بھی رکھا گیا۔

مارچ 1914ء میں جب آپؓ مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو مدرسہ کا انتظام حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کو سونپا جو 1919ء تک اسے بخوبی سرانجام دیتے رہے۔

جماعت کی عالمگیر تبلیغی ضروریات کے پیش نظر مدرسہ احمدیہ کو ایک اعلیٰ تعلیمی ادارہ بنانے کے لئے حضورؓ نے 1919ء میں ایک کمیٹی مقرر فرمائی جس نے غور کرنے کے بعد ایک سکیم تیار کی اور حضورؓ نے اس سکیم کے مطابق 1924ء میں صدر انجمن احمدیہ کو عملی اقدامات کرنے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ کئی مراحل طے ہونے کے بعد صدر انجمن احمدیہ نے 15/اپریل 1928ء کو جامعہ احمدیہ کے نام سے ایک مستقل ادارہ کے قیام کا فیصلہ کردیا۔ اس کے پہلے پرنسپل حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحبؓ مقرر ہوئے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے 20 مئی 1928ء کو اس کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا: ’’جامعہ کے طلباء کو ایک ہی مقصد اپنی زندگی کا قرار دینا چاہئے اور وہ تبلیغ ہے۔خواہ عمل کے کسی میدان میں جائیں کوئی کام کریں۔ اپنے حلقہ میں تبلیغ کو نہ بھولیں‘‘۔

1929ء میں جامعہ احمدیہ کا پنجاب یونیورسٹی سے الحاق ہوا۔ اپریل 1930ء میں ایک سہ ماہی رسالہ ’’جامعہ احمدیہ‘‘ جاری ہوا۔1932ء میں قادیان علوم شرقیہ کے امتحان کا سنٹر منظور ہوا۔ 20/نومبر 1934ء کو جامعہ احمدیہ کے دارالاقامۃ (ہوسٹل) کا حضورؓ نے افتتاح فرمایا۔ جب مولوی ناصر الدین عبداللہ صاحب بنارس سے سنسکرت کی اعلیٰ ڈگریاں حاصل کرنے کے بعد واپس آئے تو مئی 1939ء سے جامعہ احمدیہ میں سنسکرت کلاس بھی کھول دی گئی جو دسمبر 1944ء تک جاری رہی۔

مئی 1939ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ پرنسپل جامعہ مقرر ہوئے جو مئی 1944ء میں تعلیم الاسلام کالج کے پرنسپل بنائے گئے تو حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری کو جامعہ احمدیہ کا پرنسپل بنایا گیا۔ 1944ء میں ہی حضورؓ نے جماعت کو وقف زندگی کی تحریک بھی فرمائی جس پر کئی مخلص نوجوانوں نے لبیک کہا اور میٹرک پاس طلباء کے لئے جامعہ احمدیہ میں ایک سپیشل کلاس جاری کی گئی۔

تقسیم ہند کا سانحہ پیش آیا تو جامعہ احمدیہ کے اساتذہ و طلباء 10 نومبر 1947ء کو کانوائے کے ذریعہ

قادیان سے لاہور آ گئے جہاں مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ کا مخلوط ادارہ جاری ہوا اور اس کے پرنسپل بھی حضرت مولوی ابوالعطاء صاحب ہی مقرر ہوئے۔ 1947ء میں جامعہ کا ایک علمی سہ ماہی مجلّہ ''المنشور'' جاری ہوا۔ جامعہ احمدیہ دسمبر 1947ء میں لاہور سے چنیوٹ اور فروری 1948ء میں احمد نگر منتقل ہوگیا۔ جہاں سے 22 فروری 1955ء کو ربوہ میں منتقل ہوا۔

1949ء کے آخر میں حضرت مصلح موعودؓ نے جامعۃ المبشرین کا اجراء فرمایا تھا۔ جولائی 1953ء میں حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب اس کے پرنسپل مقرر ہوئے اور جامعہ احمدیہ کے پرنسپل حضرت مولانا قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری بنائے گئے۔ پھر یکم جولائی 1957ء کو حضورؓ نے ان دونوں اداروں کا باہمی الحاق کر کے اسے ایک ادارہ ''جامعہ احمدیہ'' بنا دیا اور محترم سید میر داؤد احمد صاحب کو اس کا پرنسپل مقرر فرمایا۔

محترم میر صاحب کے دَور میں انتہائی بنیادی نوعیت کے انتظامی کام ہوئے۔ سب سے پہلے جامعہ احمدیہ کی عمارت تعمیر کی گئی جس کا سنگ بنیاد عید الفطر کے دن 29/ مارچ 1960ء کو حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی نے قادیان کے مقامات مقدسہ کی اینٹ سے رکھا اور 3 دسمبر 1961ء کو حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس کا افتتاح فرمایا۔

جامعہ کی مسجد کا سنگ بنیاد یکم جولائی 1972ء کو محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب امیر مقامی نے رکھا۔ اس مسجد کی تعمیر کے جملہ اخراجات محترم خان اقبال محمد خانصاحب آف گوجرانوالہ نے ادا کئے اور مسجد کا نام اُن کی خواہش پر ان کی اہلیہ حسن بی بی صاحبہ کے نام پر ''مسجد حسن اقبال'' حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی منظوری سے رکھا گیا۔

ناصر ہوسٹل کی عمارت کی تعمیر جاری تھی کہ محترم میر صاحب 25/ اپریل 1973ء کو وفات پا گئے۔ 21/نومبر 1974ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ناصر ہوسٹل کا افتتاح فرمایا۔

اپریل 1973ء میں مکرم مولانا سیف الرحمٰن صاحب جامعہ احمدیہ کے پرنسپل مقرر ہوئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے آغاز خلافت میں 1982ء میں علمی موضوعات پر تحقیق کے لئے جامعہ احمدیہ میں ایک ریسرچ سیل قائم کیا۔ اسی طرح مختلف علوم میں مستند اور ٹھوس اور گہرے علم کے حامل ماہرین تیار کرنے کے لئے تخصص کا نظام جاری کیا گیا۔ اس کے تحت طلباء کو بیرون از ربوہ اور بیرون ملک بھی تعلیم کے لئے بھجوایا جاتا ہے۔

مارچ 1981ء سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جامعہ احمدیہ میں ایڈمنسٹریشن کا نظام جاری کیا تھا اور مکرم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب ایڈمنسٹریٹر مقرر ہوئے۔ 5 ستمبر 1985ء کو پرانا نظام بحال کرتے ہوئے پرنسپل ہی انتظامی سربراہ مقرر ہوا۔ 1984ء میں محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب بوجہ بیماری کینیڈا تشریف لے گئے تو محترم عطاء اللہ کلیم صاحب قائم مقام پرنسپل مقرر ہوئے۔ اور اُن کی تقرری بیرون ملک ہونے پر محترم ملک مبارک احمد صاحب دسمبر 1985ء میں قائم مقام پرنسپل مقرر ہوئے۔

23/دسمبر 1986ء میں محترم سید میر محمود احمد ناصر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ مقرر ہوئے اور تا حال اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

جماعت کی بڑھتی ہوئی تعلیمی و تربیتی ضروریات کے پیش نظر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ارشاد و منظوری کے ماتحت 1984ء میں جامعہ احمدیہ کی تدریس کو دو حصوں میں تقسیم کردیا گیا یعنی چار سالہ کورس ''مبشر'' اور سات سالہ کورس ''شاہد'' میں۔ 1998ء تک یہ سلسلہ جاری رہا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 3/اپریل 1987ء کو تحریک وقف نو کا اجراء فرمایا تھا۔ اس تحریک میں چونتیس ہزار بچے شامل ہیں جن میں سے بائیس ہزار پاکستان میں ہیں۔ چنانچہ اس کے لئے ضروری سہولیات فراہم کرنے کے لئے ایک توسیعی منصوبہ کے تحت تعمیرات کا ایک سلسلہ شروع کیا گیا۔ ان تعمیرات کے لئے حضورؒ نے محترم چودھری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید کی صدارت میں ایک کمیٹی قائم فرمائی جس کی نگرانی میں تعمیراتی کام بڑی سرعت کے ساتھ جاری و ساری ہیں۔ اس منصوبہ کے تحت جامعہ احمدیہ کا جونیئر سیکشن تیار کیا گیا جس میں یکم ستمبر 2002ء سے تدریس شروع ہوگئی۔ اس سیکشن کے مکرم راجہ منیر احمد خانصاحب وائس پرنسپل اور 17/اگست 2007ء کو پرنسپل مقرر کئے گئے۔ اس سیکشن کا افتتاح حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے یکم ستمبر 2002ء کو فرمایا تھا۔ اور اسی دن تدریس کا آغاز محترم چوہدری حمید اللہ صاحب نے اسمبلی میں طلباء و اساتذہ کو نصائح اور دعا سے کروایا تھا۔ اس وقت جونیئر سیکشن میں 471 طلباء زیر تعلیم ہیں اور 30 اساتذہ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

جامعہ احمدیہ سینئر سیکشن کی دومنزلہ عمارت بھی تعمیر ہوچکی ہے اور اس میں کلاسز ہوتی ہیں۔ اس کا سنگ بنیاد محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے 23 مارچ 2004ء کو رکھا تھا۔ اسی طرح محمود ہوسٹل کی خوبصورت تین منزلہ عمارت بھی تعمیر ہوچکی ہے جس کا سنگ بنیاد محترم چوہدری حمید اللہ صاحب نے 16 جون 2002ء کو رکھا تھا۔ نیز پانچ منزلہ مسرور ہوسٹل کا سنگ بنیاد محترم چوہدری حمید اللہ صاحب نے 22 مارچ 2007ء کو رکھا۔ اسی طرح اساتذہ کے کوارٹرز کی تعمیر بھی جاری ہے۔

اس وقت سینئر جامعہ میں 348 طلبہ اور 37 اساتذہ فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری نے عربی زبان میں ایک رسالہ ''البشریٰ'' 1958ء میں نکالا تھا۔ یہ رسالہ محترم سید میر داؤد احمد صاحب کی خواہش پر جامعہ نے اپنا لیا۔ حضرت مصلح موعودؓ کی اجازت سے جنوری 1959ء سے جب یہ رسالہ جامعہ احمدیہ کی طرف منتقل ہوگیا تو محترم ملک مبارک احمد صاحب اس کے مدیر مقرر ہوئے۔ یہ رسالہ 1973ء تک جاری رہا۔

طلباء میں ذوق جستجو بڑھانے اور تحقیق کا شوق پیدا کرنے کے لئے محترم سید میر داؤد احمد صاحب نے مجلّہ جامعہ کے نام سے ایک سہ ماہی رسالہ جاری فرمایا جو قادیان سے شائع ہونے والے رسالہ جامعہ احمدیہ کا ایک رنگ میں دوبارہ احیاء تھا۔ اس رسالہ کا پہلا شمارہ 1964ء میں شائع ہوا۔ یہ نہایت علمی اور تحقیقی مجلّہ بھی 1973ء تک شائع ہوتا رہا۔

جامعہ کی لائبریری میں قریباً 35 ہزار کتب ہیں اور تیس سے زائد رسائل و اخبارات باقاعدہ آتے ہیں۔ ریسرچ سیل کی اپنی لائبریری ہے جس میں تقریباً تین ہزار حوالہ جاتی کتب ہیں۔ 18 فروری 2004ء کو کمپیوٹر لیب کا قیام بھی عمل میں آیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب سے نجات پانے اور کشمیر کی طرف ہجرت کی تحقیق کو مزید آگے بڑھانے اور نیز تحریک آزادی کشمیر میں جماعت احمدیہ کے کردار کو اجاگر کرنے کے لئے محترم سید میر محمود احمد صاحب ناصر کی درخواست پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے جامعہ احمدیہ میں 31/اکتوبر 2004ء کو واقعہ صلیب سیل کی منظوری عنایت فرمائی۔ اس سیل میں انتہائی اہم تحقیقات جاری ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر 17/اگست 2007ء کو جامعہ احمدیہ کے اساتذہ کی مجلس علمی کا قیام عمل میں آیا۔

نوٹ: اس مضمون میں مدرسۃ الحفظ کا تعارف بھی شامل ہے جو قبل ازیں ہفت روزہ ''الفضل انٹرنیشنل'' 27/جون 2003ء کے الفضل ڈائجسٹ میں شامل اشاعت کیا جاچکا ہے۔

....

مترادفات القرآن

جامعہ احمدیہ کے صد سالہ خلافت جوبلی سووینئر میں شعبہ تفسیر القرآن کا ایک تحقیقی تفصیلی مضمون شامل اشاعت ہے۔ جس کا پس منظر یہ ہے کہ خلافت جوبلی کے حوالہ سے مذکورہ شعبہ کے سپرد مترادفات القرآن (ایک سو الفاظ) کی حل لغت اور اُن کا باہمی فرق واضح کرنا تھا۔ اس مقصد کے لئے **المعجم، المنجد، المفردات،** اور **اقرب الموارد** سمیت آٹھ مستند لغات سے مدد لی گئی۔

حضرت امام راغب اصفہانیؒ اپنی تصنیف ''**المفردات فی غریب القرآن**'' کے مقدمہ میں لکھتے ہیں: ''انشاء اللہ...... اس کے بعد مَیں ایک اَور کتاب لکھوں گا جو اُن مترادفات کی تحقیق پر مشتمل ہوگی جو بظاہر تو ایک ہی معنی رکھتے ہیں لیکن اُن میں گہرے فرق ہوتے ہیں...... مثلاً انسانی دل کے لئے کبھی تو قَلْبٌ کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور کبھی فُؤَادٌ کا اور کبھی صَدْرٌ کہا جاتا ہے''۔

غالباً حضرت امام راغبؒ کو یہ کتاب لکھنے کی توفیق نہیں مل سکی لیکن اُن کی نیک خواہش کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ، اُن کے خیال سے بھی بہت عظیم طور پر، پورا فرما دیا۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو ایک رات میں الہاماً چالیس ہزار عربی مادے سکھائے اور بتایا کہ عربی زبان ہی اُمُّ الْاَلْسِنَۃِ اور الہامی زبان ہے تو آپؑ نے اپنی کتاب ''منن الرحمان'' میں عربی زبان کی پانچ منفرد خوبیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:

''پہلی خوبی = عربی کے مفردات کا نظام کامل ہے یعنی انسانی ضرورتوں کو وہ مفردات پوری مدد دیتے ہیں، دوسری لغات اس سے بے بہرہ ہیں ...... پانچویں خوبی = عربی زبان ایسے مفردات اور تراکیب اپنے ساتھ رکھتی ہے جو انسان کے تمام باریک در باریک ضمائر اور خیالات کا نقشہ کھینچنے کیلئے کامل وسائل ہیں۔''

یہی وجہ ہے کہ عربی کے ذخیرۂ الفاظ میں ایسے الفاظ بکثرت پائے جاتے ہیں جو ملتی جلتی ضروریات یا خیالات کو بھی قریب المعنی مختلف لفظ سے بخوبی بیان کرتے ہیں۔ یہ الفاظ مترادفات کہلاتے ہیں۔ علمائے لغت کی رائے ہے کہ ایک ہی چیز کے لئے استعمال ہونے والے مختلف الفاظ میں اسم صرف ایک ہی ہوتا ہے باقی الفاظ اُس اسم کی مختلف کیفیات کو بیان کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''لوگوں کی فصاحت و بلاغت الفاظ کے ماتحت ہوتی ہے اور اس میں سوائے قافیہ بندی کے اَور کچھ نہیں ہوتا ...... مگر یہ قرآن شریف کا اعجاز ہے کہ اس میں سارے الفاظ ایسے موتی کی طرح پروئے گئے ہیں اور اپنے اپنے مقام پر رکھے گئے ہیں کہ کوئی ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ نہیں رکھا جاسکتا اور کسی کو دوسرے لفظ سے بدلا نہیں جاسکتا۔ لیکن باوجود اس کے قافیہ بندی اور فصاحت و بلاغت کے تمام لوازم موجود ہیں''۔ (ملفوظات)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے حضور فریاد کے لئے دعا کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے اور صلوٰۃ کا بھی۔ حضورؑ فرماتے ہیں: ''جب انسان کی دعا محض دنیاوی امور کے لئے ہو تو اس کا نام صلوٰۃ نہیں۔ لیکن جب انسان خدا کو ملنا چاہتا ہے اور اس کی رضا کو مدنظر رکھتا ہے اور ادب، انکسار، تواضع اور نہایت محویت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہو کر اس کی رضا کا طالب ہوتا ہے تب وہ صلوٰۃ میں ہوتا ہے''۔

لفظ تقویٰ میں بھی پاکیزگی کا معنی ہے اور لفظ زکوٰۃ میں بھی۔ اس کا فرق حضرت مصلح موعودؓ یوں بیان فرماتے ہیں: ''زکوٰۃ کا لفظ عربی زبان میں اندرونی خرابیوں کو دُور کرنے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور تقویٰ کا لفظ باہر سے آنے والی خرابیوں کو دُور کرنے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے''۔

ایک مثال حمد، مدح اور شکر کی دی گئی ہے جس میں حضرت علامہ محمود بن عمر الزمخشریؒ کے بیان سے حضرت مسیح موعودؑ کے بیان فرمودہ معانی کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے تا کہ معلوم ہو کہ ''امام لغت'' اور ''امام الزمان'' کے بیانات میں کیا مناسبت ہے۔ علامہ زمخشریؒ فرماتے ہیں: ''حمد اور مدح دونوں ہم معنی ہیں اور حمد سے مراد ہے کسی کی احسان وغیرہ کی خوبی کا تعریف کے رنگ میں ذکر کرنا...... اور کسی کے حسب و نسب اور بہادری و شجاعت کی تعریف کے لئے لفظ حمد استعمال ہوتا ہے۔ جبکہ شکر اپنے معنی کے اعتبار سے حمد سے اس پہلو سے مختلف ہے کہ شکر صرف کسی کے احسان پر ہی کیا جاتا ہے۔ نیز حمد تو صرف زبان سے ہی کی جاتی ہے جبکہ شکر تین طرح سے یعنی زبان، دل اور جسمانی اعضاء کے ذریعہ اظہار سے کیا جاتا ہے...... نیز ایک فرق یہ بھی ہے کہ حمد کا متضاد مذمّت ہے لیکن شکر کا متضاد کفران ہے''۔

اسی مضمون کو حضرت مسیح موعودؑ نے یوں بیان فرمایا ہے: ''حمد اُس تعریف کو کہتے ہیں جو ایک صاحبِ اقتدار اور محترم ہستی کی اُس کے اچھے کاموں اور خوبیوں پر اس کی تعظیم و تکریم کے ارادہ سے زبان سے کی جاتی ہے اور حمد اپنے مفہوم تام میں صرف ربّ جلیل سے ہی مختص ہے اور ہر قسم کی حمد کا مرجع خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ، ہمارا ربّ ہی ہے...... اور شکر کا لفظ علماء کے نزدیک حمد سے اپنی اس خصوصیت کی بناء پر مختلف ہے کہ شکر کا لفظ صرف ایسی صفات سے مختص ہے جو دوسروں کو فائدہ پہنچانے والی ہوں۔ اور مدح کا لفظ حمد سے اس پہلو سے فرق رکھتا ہے کہ مدح ایسی خوبیوں پر ہوتی ہے جو غیر اختیاری ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک کتاب کا آغاز لفظ حمد سے کیا ہے نہ کہ مدح اور شکر سے کیونکہ لفظ حمد نہ صرف ان دونوں (مدح اور شکر) کے معنی پر پوری طرح حاوی ہے بلکہ اس میں کسی چیز کے نقص کو دُور کرنے، اس کی آرائش کرنے اور اس میں حسن پیدا کرنے کا معنی (مدح اور شکر کے مقابل) زائد ہے''۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
14th November 2008 –20th November 2008

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 14th November 2008

00:00	Tilawat, Dars & MTA International News
01:05	Al Maaidah: a cookery programme showing how to prepare punch.
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 3rd April 1996.
02:45	Huzoor's Tours: programme featuring Huzoor's visit to Germany.
02:55	Khilafat Centenary Exhibition
03:30	Tarjamatul Qur'an Class: recorded on 21st April 1998.
04:35	Moshaairah: an evening of poetry in celebration of the Khilafat Centenary.
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) with Huzoor, recorded on 14th August 2008.
07:35	Learning French
08:00	Siraiki Service: discussion on the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw), hosted by Jamal-ud-Din Shams.
08:45	Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on 15th December 1995.
09:55	Indonesian Service
11:00	Seerat Sahaba Rasool (saw): discussion hosted by Hafiz Muzaffar Ahmad about Hadhrat Umme Salma, the wife of the Holy Prophet Muhammad (saw).
11:50	Tilaawat & MTA News
13:00	Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, from Baitul Futuh, London.
14:15	Dars-e-Hadith
14:25	Bengali Reply to Allegations: a Bengali discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadiyya Jama'at.
15:20	Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:05	Friday Sermon [R]
17:30	Spotlight
18:00	Le Francais C'est Facile
18:30	Arabic Service: Repeat of live Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:35	MTA International News
21:10	Friday Sermon [R]
22:30	Food For Thought
22:55	Urdu Mulaqa'at: rec. on 15th December 1995.

Saturday 15th November 2008

00:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:05	Learning French
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests.
02:50	Friday Sermon
04:00	Interview
04:30	Food For Thought
04:55	Urdu Mulaqa'at: Recorded on 15th December 1995.
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) with Huzoor, recorded on 14th August 2008.
07:30	Seerat Sahabah Hadhrat Masih-e-Maud (as)
08:25	Friday Sermon recorded on 14th November 2008.
09:25	Art Class with Wayne Clements: learning how to Oil Paint.
10:00	Indonesian Service
11:00	French Service
11:20	Mosha'airah: an evening of poetry in celebration of the Khilafat Centenary.
12:00	Tilawat & MTA News
13:00	Bangla Shomprochar: variety of programmes in Bengali, including a discussion on Ahmadiyyat.
14:00	Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
15:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
15:35	Moshaairah: an evening of poetry in celebration of the Khilafat Centenary.
16:20	Art Class
17:00	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 24th May 1997. Part 2.
18:30	Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:35	MTA International News
21:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nsairat) [R]
21:40	Seerat Sahabah Hadhrat Masih-e-Maud (as)
22:15	Art Class with Wayne Clements [R]
22:55	Friday Sermon [R]

Sunday 16th November 2008

00:00	Tilawat & MTA News
00:45	Seerat Sahabah Hadhrat Masih-e-Maud (as)
01:25	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 9th April 1996.
02:30	Moshaairah: an evening of poetry in celebration of the Khilafat Centenary.
03:10	Friday Sermon, recorded on 14th November 2008.
04:10	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 24th May 1997. Part 2.
05:30	Art Class with Wayne Clements
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:15	Bustan-e-Waqfe Nau with Huzoor recorded on 11th March 2006.
08:10	Jalsa Salana USA 2008: second day proceedings including speeches by Falaudin Shams and Maulana Azhar Haneef.
09:10	Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Germany.
09:50	Indonesian Service
11:05	Spanish Service: Spanish translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 2nd September 2007.
12:00	Tilawat & MTA News
13:00	Bangla Shomprochar
14:05	Friday Sermon
15:10	Bustan-e-Waqfe Nau Class [R]
16:05	Jalsa Salana USA 2008 [R]
17:15	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 31st March 1996. Part 2.
18:30	Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:35	MTA International News
21:10	Bustan-e-Waqfe Nau Class [R]
22:15	Huzoor's Tours [R]
23:00	Seerat-un-Nabi (saw): discussion on the life and character of the Holy Prophet (saw).

Monday 17th November 2008

00:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
00:50	Jalsa Salana USA 2008
01:50	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 10th April 1996.
02:55	Friday Sermon
04:05	Question and Answer Session: recorded on 31st March 1996. Part 2.
05:10	Seerat-un-Nabi (saw)
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
06:55	Children's class with Huzoor. Recorded on 4th February 2006.
08:00	Le Francais C'est Facile: lesson no. 10.
08:25	Spotlight: speech delivered by Zafar Ahmad.
09:10	French service with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends. Recorded on 4th May 1998.
10:10	Indonesian Service: Friday sermon, recorded on 3rd October 2008.
11:15	Medical Matters
12:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:25	Bangla Shomprochar
14:30	Friday Sermon
15:30	Spotlight: speech delivered by Zafar Ahmad [R]
16:20	Children's Class [R]`
17:25	French Mulaqa'at
18:30	Arabic Service
19:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 11th April 1996.
20:30	MTA International News
21:00	Children's Class [R]`
22:15	Friday Sermon [R]
23:15	Spotlight: speech delivered by Zafar Ahmad. [R]

Tuesday 18th November 2008

00:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:00	Le Francais C'est Facile: lesson no. 10.
01:35	Liqaa Ma'al Arab: Recorded on 11th April 1996.
02:40	Friday Sermon: rec. on 23rd November 2007.
03:40	French Mulaqa'at: rec. on 04/05/1998.
04:40	Medical Matters
05:15	Spotlight
06:00	Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:00	Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 25th March 2006.
08:00	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 13th April 1996.
09:00	Professor Abdus Salaam: a conference held at Imperial College London in dedication to the Nobel Prize Laurette.
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service
11:30	Al Hambra Palace
12:00	Tilawat, Dars & MTA News
13:00	Bangla Shomprochar
14:05	Jalsa Salana Germany 2007: Concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 2nd September 2007.
15:05	Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 25th March 2006.
16:00	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 13th April 1996.
16:50	Al Hambra Palace
17:25	Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
18:30	Arabic Service
19:30	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon, recorded on 14th November 2008.
20:30	MTA International News
21:00	Bustan-e-Waqfe Nau [R]
22:00	Jalsa Salana Germany 2007
23:00	Professor Abdus Salaam

Wednesday 19th November 2008

00:00	Tilawat, Dars & MTA News
01:00	Learning Arabic: lesson no. 14.
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 16th April 1996.
02:35	Professor Abdus Salaam
03:30	Question and Answer Session
04:30	Al Hambra Palace
04:55	Jalsa Salana Germany 2007: second day address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 2nd September 2007 from Hadeeqa-tul Mahdi, Hampshire.
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor recorded on 1st July 2006.
08:05	Seerat Hadhrat Masih-e-Maud (as) Quiz
08:45	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 13th April 1996.
09:50	Indonesian Service
10:50	Swahili Muzakarah
11:50	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
12:45	Bangla Shomprochar
13:45	From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), recorded on 21st March 1986.
14:45	Jalsa Salana speeches: speech delivered by Zahid Ahmad Khan recorded on 28th July 1996.
15:15	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
16:15	Khilafat Jubilee Quiz
17:25	Question and Answer Session
18:30	Arabic Service
19:15	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 17th April 1996.
20:20	MTA International News
20:50	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
21:50	Jalsa Salana Speeches [R]
22:15	From the Archives [R]

Thursday 20th November 2008

00:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
00:50	Hamaari Kaenaat
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 17th April 1996.
01:45	Art Class
02:15	Seerat Hadhrat Masih-e-Maud (as) Quiz
03:00	From the Archives
03:55	Khilafat Jubilee Quiz
05:10	Jalsa Salana Speeches
06:05	Tilawat, Dars & MTA News
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) with Huzoor, recorded on 2nd July 2006.
08:00	English Mulaqa'at: Rec. on 7th January 1996.
09:05	Huzoor's Tours
09:25	Khilafat Centenary Exhibition
10:00	Indonesian Service
11:00	Al Maaidah: cookery programme
11:35	Khilafat Centenary Quiz
12:00	Tilaawat & MTA News
13:00	Bangla Shomprochar
14:10	Tarjamatul Qur'an Class: Rec. 22/04/1998.
15:15	Huzoor's Tours [R]
15:35	Khilafat Centenary Exhibition
16:15	English Mulaqa'at [R]
17:20	Al Maaidah
17:35	Moshaairah: an evening of poetry
18:30	Arabic Service
20:35	MTA International News
21:10	Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:30	Khilafat Centenary Exhibition [R]
23:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]

****Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 GMT & 17:00 GMT***

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 15 Friday 07 November , 2008 Issue No. 45

صدسالہ خلافت جوبلی تقریبات کے سلسلہ میں امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ جرمنی 2008ء کی مختصر جھلکیاں

’حضرت خلیفۃ المسیح سے ملاقات میری زندگی کا ایک عظیم تجربہ تھا‘۔ ’جماعت احمدیہ اسلام کی حسین اور امن پسند تعلیمات کو دنیا میں پھیلانے کے لئے جو مثبت کردار ادا کررہی ہے وہ قابل ستائش ہے‘۔ ’ہزاروں احمدیوں کا نظام جماعت کا مکمل احترام کرتے ہوئے محبت وخلوص کے جذبات کے ساتھ جلسہ میں شامل ہونا خلافت کی ہی برکت ہے‘۔ ’خلیفۂ وقت کی باتیں صرف احمدیوں کے لئے ہی قابل عمل نہیں بلکہ غیروں کے لئے بھی ان میں ایک بہت ہی اہم اور مثبت پیغام ہے‘۔ ’اگر ساری دنیا ان باتوں پر عمل کرے تو دنیا حقیقی امن کا گہوارہ بن جائے‘۔’جماعت احمدیہ امن ہی امن ہے۔محبت اور پیار ہی پیار ہے‘۔’اسلام کی جو تصویر یہاں نظر آتی ہے وہ کہیں اور نہیں‘۔

(آئس لینڈ، ایسٹونیا، البانیا، مالٹا، آسٹریا، پولینڈ، ہنگری اور چیک ریپبلک سے آئے ہوئے وفود کی حضور انور ایدہ اللہ سے ملاقات اور مہمانوں کے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اور جلسہ سالانہ سے متعلق غیر معمولی تأثرات کا اظہار۔

ان ممالک میں جماعت کی ترقی وتبلیغ کے سلسلہ میں حضور انور کی محبت بھری نصائح)

اگر اسلام کی امن کی تعلیم پر عمل کیا جائے تو پھر تیسری جنگ عظیم کی ضرورت نہیں رہے گی۔امن کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانیں اور اس کا حق ادا کریں اور پھر اس کی مخلوق کا حق ادا کریں۔ ہر نبی خدا اور اس کی مخلوق سے محبت اور سوسائٹی میں امن کے قیام کے لئے آیا۔

(حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ)

(رپورٹ مرتبہ :عبدالماجد طاھر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

25/اگست 2008ء بروز سوموار:

صبح پانچ بجکر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت السبوح میں نماز فجر پڑھائی۔نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی جائے رہائش پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور سرانجام دیئے۔دس بجکر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور پروگرام کے مطابق مختلف ممالک سے جلسہ جرمنی پر آنے والے وفود کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آئس لینڈ کے وفد سے ملاقات

سب سے پہلے آئس لینڈ (Iceland) سے آنے والے وفد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔آئس لینڈ سے پہلی مرتبہ گیارہ افراد پر مشتمل وفد جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہوا۔اس وفد میں مصنفین (Writers)، ٹیچرز، صحافی، جرنلسٹ اور اخباری فوٹو گرافر اور فائن آرٹس کے شعبہ سے تعلق رکھنے والے افراد شامل تھے۔یہ سبھی احباب غیر مذاہب سے تعلق رکھتے تھے۔

احمدیت کی تاریخ میں ملک آئس لینڈ کا یہ پہلا وفد تھا جو جماعت کے کسی بھی جلسہ سالانہ میں شامل ہوا۔

جلسہ کے ماحول اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطابات سن کر ان لوگوں میں نمایاں تبدیلی نظر آرہی تھی۔خواتین نے پاکستانی لباس خریدے اور جلسہ کے دوران وہی پہنے ہوئے تھے۔سر پر دوپٹے اوڑھے ہوئے تھے۔ ایک نوجوانوں نے خدام کا مخصوص رومال خرید کر اپنے گلے میں پہنا ہوا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وفد کے ممبران سے دریافت فرمایا کہ آپ کو یہ جلسہ سالانہ کیسا لگا۔ جس پر وفد کے ممبران نے بتایا کہ بہت ہی دوستانہ اور پُرامن ماحول تھا۔ ہر طرف محبت واخوت تھی۔حضور انور کی تقاریر اور خطابات پُرمغز اور بہت اچھی تھیں۔ان خطابات نے ہم پر گہرا اثر چھوڑا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رائٹرز اور صحافی حضرات سے فرمایا کہ کتاب ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ بھی پڑھیں اور اسی طرح مجھ سے پہلے خلیفۃ المسیح کی کتاب Islam's Response to Contemporary Issues ہے۔اس کا بھی مطالعہ کریں۔

حضور انور نے آنحضرت ﷺ کی حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا انسان پیدائش سے لحد تک سیکھتا ہے۔

جہاد کے حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ نے جہاد کے موضوع پر میری تقریر سنی ہے۔حضور انور نے فرمایا اسلام ہرگز تلوار کے زور سے نہیں پھیلا بلکہ اپنے امن کے پیغام کی وجہ سے پھیلا ہے۔

وفد کے ممبران نے بتایا کہ حضور نے جہاد کے موضوع پر جو خطاب فرمایا ہے اس نے ہم کو بہت متاثر کیا ہے اور ایسی باتیں اور اسلام کی یہ تعلیم ہم نے پہلے کبھی نہیں سنی۔حضور انور نے فرمایا کہ دین مذہبی رواداری سکھاتا ہے اور اس سے ہی سوسائٹی کو امن ملتا ہے۔

حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ انہیں کتاب Revelation Rationality Knowledge & Truth. بھی دی جائے۔حضور انور نے فرمایا آپ نے اس جلسہ میں اسلام کی صحیح تصویر دیکھی ہے اور آپ کے کئی شکوک وشبہات دور ہوئے ہیں۔

حضور انور نے آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ چودھویں صدی میں ایک شخص آئے گا اسلام کی صحیح تصویر اور حقیقی تعلیم دینے کے لئے۔اس سے پہلی صدیوں میں مسلمان اپنا ایمان کھو چکے ہوں گے۔اسلام صرف نام کا رہ جائے گا۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس تاریک زمانہ کے بعد وہ وقت آئے گا جب خدا کی طرف سے مسیح ظاہر ہوگا اور وہ مسیح ومہدی کہلائے گا اور آنحضرت ﷺ کی سچی تعلیمات جاری کرے گا۔

حضور نے فرمایا کہ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ وہ مسیح و مہدی قادیان میں آچکا ہے اور مرزا غلام احمد اس کا نام ہے۔دوسرے مسلمان کہتے ہیں کہ نہیں آیا اور وہ اس کا انتظار کررہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ عیسائی بھی مسیح کی آمد ثانی کے منتظر ہیں، یہودی بھی کسی ریفارمر کے آنے کا انتظار کررہے ہیں۔اسی طرح دوسرے مذاہب والے بھی انتظار میں ہیں۔ ہر مذہب اپنے اپنے عقائد کے مطابق کسی مصلح کی آمد کا منتظر ہے۔حضور نے فرمایا کہ ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ جو مر جائے وہ واپس نہیں آسکتا۔اس کی جگہ کوئی دوسرا آتا ہے جو اس کی خوبیاں اور صفات لئے ہوتا ہے۔ان صفات کے ساتھ آخری زمانہ میں آنے والا مسیح ومہدی آچکا ہے اور ہم اس پر ایمان لا چکے ہیں جب کہ دوسرے انتظار کررہے ہیں۔

حضور انور نے مسلمانوں میں مختلف فرقوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جس طرح عیسائیت میں بھی کئی فرقے ہیں اسی طرح مسلمانوں میں بھی کئی فرقے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں جہاد کی صورتحال مختلف تھی، مختلف حالات تھے۔مسلمانوں کو ان کے حقوق سے محروم کر دیا گیا تھا اور زبردستی لڑائی ان پر ڈال دی گئی تھی لیکن اب ایسی صورتحال نہیں ہے۔اگرچہ احمدیوں پر ظلم کیا جارہا ہے اور حقوق سے محروم رکھا جارہا ہے لیکن یہ وقت جہاد کا نہیں ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اب تلوار کا جہاد ملتوی ہے۔اب قلم کا جہاد ہے جس کے ذریعہ امن کا پیغام دینا ہے۔کتب اور مضامین، آرٹیکل کے ذریعہ امن اور دوسری تعلیم دینی ہے۔یہ وقت قلم کے استعمال کا ہے، تلوار کا نہیں۔حضور نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ اس وقت قلم سے جہاد کررہی ہے اس لئے مَیں بھی آپ کو قلم دیتا ہوں۔جو جہاد کرنا ہے قلم سے کریں۔

بعدازاں حضور انور نے ازراہ شفقت وفد کے تمام ممبران کو قلم عطا فرمائے۔ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ اگر دو مختلف ممالک میں احمدی ہیں تو دونوں ملکوں کے رولز، قوانین مختلف ہوں گے تو وہ اس کے مطابق سیاسی امور سرانجام دیں۔لیکن مذہبی لحاظ سے ہر جگہ، ہر ملک میں بنیاد ایک ہوگی کہ خدا تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے حقوق ادا کرو اور ایک دوسرے کے خلاف لڑائی نہ کرو۔ اگر لڑائی ہوئی تو پھر قرآن کریم کہتا ہے کہ مظلوم کی مدد کرو۔

اس سوال کے جواب میں کہ آپ خلیفہ بننے سے پہلے

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں